http://paksociety.com

تیسری قسط

اس خبر کو سننے کے بعد وہ انتہائی پریشانی سے کسی میزائل کی طرح اپنی گاڑی اڑاتی ہوئی شالیمار کلب سے نکلی۔غائب دماغی کے عالم میں اس نے گاڑی کی ہیڈ لائٹس تک آف نہیں کیں،دماغ میں بگولے کی طرح ایک ہی فقرہ گردش کر رہا تھا۔

"رومی کو پولیس نے اریسٹ کر لیا ہے مرڈر کے جرم میں۔۔۔"

وہ کسی کا قتل کیسے کر سکتی ہے۔۔۔؟شہزاد کا دل یہ بات ماننے کو تیار نہیں تھا۔"""

پولیس کو یقیناً کوئی غلط فہمی تو نہیں ہوگئی،ورنہ رومی اتنی بہادر تو نہیں ہے۔"اس نے خود کو تسلی دینا چاہی۔"

لیکن پولیس شک کی بنا پر کسی لڑکی کو کیوں گرفتار کرے گی۔۔؟"دماغ میں ایک اور سوچ نے احاطہ کیا۔"

یقیناً کچھ نہ کچھ ضرور ہوا ہوگا۔۔"اس سوچ کے آتے ہی اس نے گاڑی کی اسپیڈ لاشعوری طور پر بڑھا دی۔"

ایک سو دس کی اسپیڈ سے گاڑی چلاتی وہ ایک چوک پر پہنچی،اس نے دُور سے دیکھا سگنل کھلا ہوا تھا،اسکا خیال تھا وہ بجلی کی سی تیزی سے وہاں سے گذر جائے گی،لیکن ابھی وہ کچھ فاصلے پر ہی تھی کہ سبز سگنل،زرد ہوگیا اور اسکے آگے موجود گاڑی ایک دم رک گئی ،اور وہ جو ذہنی طور پر اس کے لیے تیار نہیں تھی،ایمرجنسی بریک کے باوجود اسکی گاڑی ٹھاہ کر کے اگلی گاڑی سے ٹکرائی۔

اوہ نو۔۔۔"شہزاد نے انتہائی شرمندگی سے اپنا سر پکڑا۔

وہ جانتی تھی غلطی سراسر اسی کی اپنی تھی،زیادہ اسپیڈ کی وجہ سے وہ گاڑی پر اپنا کنٹرول نہیں رکھ پائی،جس کی وجہ سے یہ حادثہ ہو گیا۔آگے والی گاڑی سے کوئی فکرمند انداز سے نیچے اترا،اسکی نئی کار کا بمپر ٹوٹ چکا تھا۔

"محترمہ،اپنی گاڑی ایک سائیڈ پر کریں۔۔۔"ٹریفک وارڈن بھاگ کر اس کے پاس آیا۔

"آئی ایم سوری، میں مینٹلی کچھ ڈسٹرب تھی، اس لیے بروقت بریک نہیں لگا سکی۔۔۔"اس نے نیچے اترتے ہی اپنی غلطی کا اعتراف کیا۔وہ کوئی چھبیس ستائیس سال کا نوجوان تھا،اس نے بڑے تحمل سے اسکا ایکسکیوز سنا تھا۔اس نے ایک نظر میں شہر زاد کی گاڑی کا بھی معائینہ کیا،وہاں بھی اچھا خاصا ڈنٹ پڑ چکا تھا۔

"آپ لوگ طے کر لیں، اب کیا کرنا ہے۔"پولیس کانسٹیبل اپنی جان چھڑا کر دوبارا چوک میں جا چکا تھا۔

"ایکسٹریملی سوری، میری وجہ سے آپ کی گاڑی کا بمپر ٹوٹ گیا۔"شہر زاد نے دل ہی دل میں نقصان کا تخمینہ لگایا۔

"اٹس اوکے۔۔۔"دوسری جانب کمال بے نیازی کا مظاہرہ ہوا، شہر زاد نے الجھ کا اسکا چہرہ دیکھا،وہ اسکا مطلب سمجھ نہیں پائی تھی۔

پلیز ڈونٹ ووری، آپکا جتنا نقصان ہوا ہے، میں ابھی پے کر دیتی ہوں۔شہر زاد نے اپنی گاڑی کی اگلی سیٹ پر رکھا ہینڈ بیگ اٹھایا۔

"اسکی ضرورت نہیں،نقصان تو کسی سے، کہیں پر بھی ہو سکتا ہے۔میں ٹھیک کروالوں گا خود ہی۔ٹیک کیئر۔"وہ برٹش انگلش لہجے میں بڑی روانی سے انگلش بولتا ہوا اسے حیران کر گیا،اس سے پہلے کہ وہ اس سے مزید ایکسکیوز کرتی، ٹینا بیگم کی سیل فون پر آنے والی کال نے اسے اپنی طرف متوجہ کیا۔وہ سیل فون کان سے لگا کر تھوڑا سائیڈ پر ہوئی۔

"شیری کہاں ہو تم۔۔۔"دوسری طرف ٹینا بیگم سخت جھنجھلائی ہوئیں تھیں۔

"مام، آئی ایم جسٹ کمنگ۔۔۔۔پلیز ویٹ۔۔۔"اپنی پیشانی مسلتے ہوئے،اس نے انہیں دلاسا دیا۔

"ہری اپ، گاڑی کی ضرورت ہے مجھے۔۔۔ان کے لہجے میں پریشانی کا عنصر نمایاں تھا۔

"ڈونٹ ووری مام،بی ریلیکس، آئی ایم کمنگ۔۔"اس نے بہت دھیرج سے کہا اور کال ڈسکنکٹ کر دی۔

"دیکھیں مسٹر۔۔۔"وہ جیسے ہی کال بند کر کے مڑی، اسے دھچکا لگا،وہ اسے حیران کر کے کسی ہوا کے جھونکے کی طرح جا چکا تھا۔ خفت کی ایک لہر لحظے بھر کو ابھری اور پھر فوراً ہی معدوم ہو گئی۔وہ پیشانی پر آئے پسینے کے نادیدہ قطروں کو صاف کرتی ہوئی دوبارا گاڑی میں بیٹھ گئی۔

"وہ دل ہی دل میں مشکور ہوئی۔"بھلا مانس انسان تھا، جو ایسے ہی چھوڑ گیا۔۔

http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com
پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

بیس منٹ کے بعد اسکی کار اپنے بنگلے کے پورٹیکو میں داخل ہوئی جہاں پہلے سے دو گاڑیاں کھڑیں تھیں۔ وہ اتھل پتھل ہوتی دھڑکنوں کو سنبھالتے ہوئے نیچے اتری اور گھر میں ہونے والی غیر معمولی ہلچل سے اسے اندازہ ہوا، گھر کے سبھی مکین، اس خبر سے آگاہ ہو چکے تھے۔ ورنہ یہاں اتنی صبح سویرے جاگنے کا کوئی رواج نہیں تھا، سردیوں کی نرم دھوپ بنگلے پر پھیل چکی تھی۔

وہ لاؤنج کا گلاس ڈور دھکیل کر اندر داخل ہوئی، کچن میں کھڑے کک نے جھانک کر باہر دیکھا اور اسے سلام کر کے واپس مڑ گیا، اسی وقت ملازمہ چائے کی ٹرالی لیے کچن سے نمودار ہوئی۔۔

"کون آیا ہے۔۔۔" شہزاد نے لوازمات سے لدی ہوئی ٹرالی کو دیکھ کر پریشانی سے پوچھا۔

ہارون صاحب۔۔۔" ملازمہ کی اطلاع پر اسکے اعصاب تن گئے۔

اور دوسری گاڑی کس کی ہے۔۔؟'' اسکے چہرے پر بیزاری کے تاثرات نمودار ہوئے

"کوئی وکیل صاحب ہیں شاید۔۔۔ "

اچھا، ٹھیک ہے، جاؤ تم، ماما کو بتا دینا، میں آ گئی ہوں۔" وہ مضطرب انداز میں سیڑھیاں چڑھ کر اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔ جیسے جیسے وقت گذر رہا تھا

اسکی پریشانی بڑھتی ہی جا رہی تھی، وہ ڈریس چینج کر کے بالوں میں برش کرنے لگی۔۔

" مجھے ماما سے ملنا چاہیے، پتا نہیں رومی کی کیا سچوئشن ہو گی۔'' اس نے ہیر برش بیڈ پر پھینکا اور تیزی سے کمرے سے نکلی۔

ابھی وہ لاؤنج کی سیڑھیوں پر پہنچی ہی تھی کہ ڈرائینگ روم کا دروازہ کھلا، ٹینا بیگم کے پریشان چہرے کے پیچھے ہارون رضا ہاتھ میں سگار پکڑے ایک طنزیہ مسکراہٹ کے ساتھ بر آمد ہوئے۔ انہیں دیکھ کر شہزاد کا حلق تک کڑوا ہو گیا۔

"کہا تھا ناں، تمہاری یہ بیٹی کوئی نہ کوئی کارنامہ ضرور سر انجام دے گی، دیکھ لو ویسا ہی ہوا۔" اعصاب شکن خاموشی میں ہارون کا تمسخرانہ لہجہ، ٹینا بیگم کو بہت ناگوار گذرا، شہزاد نے بھی انہیں سخت ناپسندیدگی سے دیکھا۔

"تو کیا کروں، شوٹ کر دوں اسے یا پھانسی پر چڑھا دوں۔" انہوں نے ضبط و برداشت کی آخری حدوں کو عبور کرتے ہوئے تلخی سے کہا۔

http://paksociety.com

"جان چھڑائو اپنی، شادی کر کے اسکی۔۔۔" شہرزاد کو اس بے وقت کی راگنی پر کوفت ہوئی۔

"فار گاڈ سیک ہارون، یہ کوئی موقع ہے ایسی باتیں کرنے کا۔۔۔" وہ بُری طرح جھنجھلا گئیں۔

"باتیں تو ابھی بہت ہونگیں ہمارے سوشل سرکل میں، میڈیا تک خبر پہنچنے دو ذرا۔" ان کا چہرہ اس سے پہلے اتنا بد صورت نہیں لگا تھا شہرزاد کو۔

"واٹ دا ہیل ہارون، اگر کوئی اچھی بات نہیں کر سکتے تو منہ بند رکھو اپنا۔۔۔" ٹینا بیگم نے بھی بد لحاظی کے سارے ریکارڈ توڑے۔ وہ اس سچوئشن میں بھی انتہائی نک سک سے تیار تھیں۔

شہرزاد سیڑھیاں اترتے ہوئے ان کی تیاری نوٹ کر چکی تھی۔ ہارون رضا نے انہیں جواب دینے کے لیے منہ کھولا ہی تھا کہ شہرزاد کو دیکھ کر لحاظ کر گئے۔ ویسے بھی ٹینا بیگم کی اس بیٹی کا سرد انداز انہیں اپنی حد میں رہنے پر مجبور کر دیتا تھا۔

"السلام علیکم۔۔۔" شہرزاد نے سر کو ہلکی سی جنبش دے کر انہیں بادل نخواستہ سلام کیا۔

"والسلام۔۔۔" وہ بھی مختصر اجواب دے کر سگار پینے لگے۔

"تھینکس گاڈ، شیری تم آ گئیں، چلو ذرا میرے ساتھ۔" انہوں نے ہینڈ بیگ سے اپنے بے حد قیمتی گو گلز نکال کر بڑی نفاست سے ٹشو پیپر سے اسکا شیشہ صاف کیا۔ ان کی بات پر ہارون رضا ایک دم بے چین ہوئے۔

"اب کہاں جا رہی ہو صبح صبح چھاپہ مارنے۔۔۔؟" ان کی مسکراہٹ طنزیہ اور لہجہ آگ لگانے والا تھا۔

قریشی لاء ایسوسی ایٹس کے آفس۔" انہوں نے بڑی تمکنت سے کسی راج ہنس کی طرح گردن اٹھا کر جواب دیا۔ اس وقت سیاہ رنگ کے سادہ سوٹ پر ہلکی بادامی رنگ کی شال اوڑھے وہ خاصی ڈیسنٹ لگ رہیں تھیں۔

"واٹ۔۔۔؟" وہ انتہائی خفگی اور بیزاری سے کھڑے ہوئے۔

"اور وہ جو بابر خاقان آیا بیٹھا ہے ڈرائینگ روم میں۔" بے حد کٹیلی نظروں کے ساتھ انہوں نے اپنی بیگم کو دیکھا، جو انہیں اس وقت جوتے کی نوک پر بھی رکھنے کو تیار نہیں تھیں اور کسی زمانے میں ٹینا بیگم کی اسی ادا پر فریفتہ ہو کر انہوں نے اپنے تین جوان بچوں کی

http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com

موجودگی میں نہ صرف ان سے شادی کی بلکہ جوش جذبات میں ایک ماربل فیکٹری بھی حق مہر میں لکھ دی تھی، جس پر وہ اب اکثر پچھتاتے تھے۔

"یہ بابر خاقان، یہ لڑے گا میری بیٹی کا کیس۔۔؟" انہوں نے سلگتی نظروں سے اپنے شوہر کو دیکھا اور چیخ کر بولیں۔

"ہاں، اچھا خاصا تو ہے۔۔۔" خود پر قابو پا کر وہ ذرا تحمل سے گویا ہوئے۔

"یہ اچھا خاصا ہے۔؟" انہوں نے طنزیہ انداز میں اپنی بھنویں اچکائیں۔

"مجھ سے بات کرتے ہوئے بیس دفعہ اٹکا ہے یہ ڈفر، کورٹ میں جا کر کیا خاک دفاع کرے گا رومی کے کیس کا۔"

"تو پھر بلوایا کیوں تھا اسے۔" ہارون رضا کا مزاج بگڑا۔

"مجھے کیا پتا تھا اتنا ایڈیٹ ہو گا تمہارا بابر خاقان، چائے پلا کر فارغ کرو اسے۔" ٹینا بیگم نے بیزاری سے سر جھٹکا۔

"جب سبھی کچھ تم نے خود کرنا تھا تو میری نیند کیوں برباد کی صبح صبح۔۔۔" ان کے ضبط کا پیمانہ چھلک گیا اور ویسے بھی وہ مزاجاً خاصے شارٹ ٹیمپرڈ تھے تبھی تو ان کی اور ٹینا بیگم کی ہر وقت ٹھنی رہتی تھی۔

"مجھے کیا پتا تھا، تم اپنے جیسا نمونہ اٹھا کر لے آؤ گے میرے پاس۔" شہرزاد نے اس فضول بحث پر کوفت بھرے انداز میں وال کلاک کی طرف دیکھا۔ ٹائم تیزی سے گزرتا جا رہا تھا۔

"اب سیف الرحمن جیسے اسٹرونگ سورسز تو ہیں نہیں میرے پاس۔۔" ان کے طنزیہ انداز پر ٹینا بیگم کے چہرے پر خون چھلکا۔

"وہ تو پوری ایک لاء فرم ہائر کر لے گا کھڑے کھڑے تمہاری بیٹی کے لیے۔" ہارون کی طرف سے اس قدر براہ راست حملے کی توقع نہیں تھی انہیں اور شہرزاد کی موجودگی میں تو یہ فقرہ ایک کوڑے کی طرح ان کے اعصاب پر برسا تھا۔

میرا خیال ہے مجھے بھی کسی "کام" کے بندے سے ہی رابطہ کرنا چاہیے، تم جیسے تو محض اپنا اور دوسروں کا ٹائم ہی ویسٹ کر سکتے ہیں۔ ان کی جوابی کاروائی نے ہارون رضا کو مشتعل کیا۔

"شٹ اپ۔۔۔" وہ ایک دم دھاڑے۔ شہزاد نے ناگواری سے ہارون رضا کی طرف دیکھا، انکی خوابیدہ آنکھیں غصّے کی زیادتی سے مزید سرخ ہوئیں اور ویسے بھی "عادی" پینے والوں کی طرح ان کی آنکھوں میں ہر وقت ہی گلابی پن تو ویسے ہی جھلکتا تھا۔ اس وقت تو وہ کسی کوئلے کی طرح دہک رہے تھے۔

"یو ٹو شٹ اپ۔۔" وہ اسی طنطنے سے گویا ہوئیں، جو ان کے مزاج کا حصّہ تھا۔

"گو ٹو دا ہیل۔۔۔" وہ بیزاری سے ڈرائینگ روم کی طرف بڑھے۔

"اپنے اس گدھے کو بھی لے جاؤ ساتھ، جسے ہانکنے کے لیے لے آئے تھے صبح صبح۔" ٹینا بیگم نے بیزاری سے سر جھٹکا۔

"مام پلیز۔۔۔ کول ڈاؤن۔۔۔" شہزاد نے بے تاثر انداز میں انہیں مخاطب کیا، وہ لاپرواہی سے کندھے اچکا کر گلاس ڈور کھول کر باہر نکلیں۔ پورٹیکو میں کھڑی اپنی گاڑی کی طرف بڑھیں، ابھی ان کی نظر اس "ڈنٹ" پر نہیں پڑی تھی، جو آج ہی شہزاد باہر سے تمغے کی طرح سجا کر لائی تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

مری ایکسپریس وے پر اس وقت بے تحاشا رش تھا۔ ایک گھنٹہ ٹریفک جیم میں پھنسنے کے بعد محمد ہادی کی گاڑی جیسے ہی شہر میں داخل ہوئی اس نے سکون کا سانس لیا۔ مری میں عام دنوں میں ہی گاڑیوں کا کافی ہجوم رہتا تھا لیکن ویک اینڈ پر تو یہ صورتحال خاصی گھمبیر ہو جاتی تھی۔ اس کے سیل فون کی گھنٹی بجی،

دوسری طرف مسز عالیہ قریشی تھیں۔

"جی ماما۔۔۔" اس نے فوراً ہی کال اٹینڈ کی۔

"گھر پہنچ گئے ہو تم۔۔؟"

"نہیں، پندرہ سے بیس منٹ لگیں گے مذید۔" اس نے رسٹ واچ دیکھ کر اندازہ لگایا۔

"دیکھو، گھر پہنچتے ہی گل خان کو کہنا، لنچ باکس سے سارے سالن نکال کر فریز کر دے۔" ان کے محبت بھرے انداز پر وہ مسکرایا۔

"اور کوئی حکم۔۔۔؟؟؟" وہ شرارتی انداز سے گویا ہوا۔

http://paksociety.com

"نیکسٹ ویک اینڈ بھی ضرور آنا، میں اپنے ہاتھوں سے کوکنگ کر کے دوں گی تمہیں۔"

"انشاءاللہ، اب فون بند کریں، سامنے ٹریفک وارڈن کھڑا ہے، چالان کر دے گا میرا۔" اس نے جلدی سے فون بند کیا اور سی ڈی پلئیر چلایا۔ اپنی پسند کا میوزک سنتے ہوئے وہ جیسے ہی اپنے گھر کے سامنے پہنچا، اسکا دماغ بھک کر کے اڑ گیا۔

کوئی سیاح اپنی گاڑی عین اسکے گیٹ کے سامنے پارک کر کے جا چکا تھا۔ کوفت اور بیزاری کا اس پر بڑا بھرپور حملہ ہوا تھا۔ اس نے ایک سائیڈ پر گاڑی کھڑی کی اور سامان باہر نکالا، ماما نے اچھا خاصا بڑا ٹفن اسکے ہمراہ کر دیا تھا۔

وہ جیسے ہی اپنے گھر کے چھوٹے گیٹ سے سیڑھیاں اتر کر نیچے جانے لگا اسکی نظر میر ہاؤس پر پڑی، جہاں کرکٹ کا میچ زوروں پر تھا۔ درشہوار گینگ نے ایک طوفان بدتمیزی برپا کر رکھا تھا۔ وہ اتنا کھیل نہیں رہیں تھیں جتنا شور مچا رہیں تھیں۔

"ان لڑکیوں کو بھی سکون نہیں ہے۔۔۔" وہ بیزاری سے سیڑھیاں اترنے لگا۔

اوہ چھکا۔۔۔!!!" ساتھ والے لان سے ایک دم شور برپا ہوا۔"

اس سے پہلے کہ ہادی سر اٹھا کر شاہد آفریدی کی جانشین کو دیکھتا، ایک بھاری بھرکم سی گیند اڑتی ہوئی آئی اور میزائل کی طرح اسکے ہاتھ میں پکڑے ٹفن سے ٹکرائی اور ٹفن ہاتھ سے چھوٹ کر نیچے لان میں جا گرا۔ سرسوں کا سگ، کھیر اور حلیم تینوں کے ڈبے زمین بوس ہو کر اب آپس میں شیر و شکر ہو چکے تھے۔

"اوہ نو۔۔۔" ہادی کا صدمے سے بُرا حال ہوا۔ ماما کی سارے دن کی محنت اس وقت مٹی میں مل چکی تھی۔

"مارے گئے۔۔۔۔" درشہوار، طوبیٰ اور نمیرہ دیوار سے جھانکتے ہوئے یہ منظر دیکھ چکیں تھیں۔ اسی لمحے ہادی نے سر اٹھا کر اوپر دیکھا۔

"ذرا نیچے تشریف لائیں۔۔۔" اسکی پیشانی کی عمودی لکیریں گہری ہوئیں۔ اس نے اپنے اندر کے ابلتے ہوئے لاوے کو بمشکل دباتے ہوئے ہاتھ سے درشہوار کو نیچے آنے کا اشارہ کیا۔

"سوری، ٹائم نہیں ہے ہمارے پاس۔۔۔" وہ منڈیر سے جھانکتے ہوئے شوخی سے گویا ہوئی۔

http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com
پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

ایک ان دیکھی غصّے کی آگ نے ہادی کے وجود کا احاطہ کیا۔اسے لگا جیسے اس نے مذید ضبط کی کوشش کی تو یہ آگ اس کے سارے وجود کو جلا کر بھسم کر دے گی،وہ کچھ سوچ کر پلٹے اور اب تیز تیز چلتے ہوئے ان کے قدم میر ہائوس کی طرف تھے۔

در شہوار کو پہلے تو سمجھ ہی نہیں آئی اور جیسے ہی اس نے ہادی کو اپنے گیٹ کی طرف جاتے دیکھا،اس کے دماغ میں خطرے کی گھنٹی بجی۔وہ ہرنی کی سی تیزی سے قلانچیں بھرتی ہوئی نیچے اتری۔

"بھاگو،وہ سڑیل آرہاہے اپنے گھر۔۔۔"در شہوار کی بات پر ان دونوں کو کرنٹ لگا اور اگلے ہی لمحے وہ بجلی کی سی سرعت سے اندر کی طرف بھاگیں لیکن آج شاید ان کے ستارے گردش میں تھے۔

محمد ہادی جیسے ہی ان کے گیٹ پر پہنچا،برہان کی لینڈ کروزر وہاں آکر رکی،انہوں نے حیرانگی سے سامنے کھڑے لڑکے کو دیکھا،جسکا چہرہ غصّے کی زیادتی سے تمتما رہا تھا۔وہ انتہائی مناسب لفظوں میں اپنا شکایت نامہ جمع کروا کر دوبارا گھر پہنچا،تو سامنے ٹفن کی بربادی کا منظر دیکھ کر اسکا خون دوبارا سے کھول اٹھا

لیکن اب وہ مطمعن تھا کہ اسکی کاٹی ہوئی ایف آئی آر پر کوئی نہ کوئی عمل درآمد ضرور ہو گا۔

ہال کمرے میں تاجدار بیگم نے ایک دفعہ پھر عدالت سجا رکھی تھی،در شہوار،طوبٰی اور نمیرہ ایک لائن میں سر جھکائے کھڑی تھیں اور تاجدار بیگم کے ساتھ بیٹھے برہان لالہ کا بس نہیں چل رہا تھا کہ ان تینوں کو پنکھے سے لٹکا دیتے۔

"توبہ توبہ قرب قیامت کی نشانیاں ہیں،اب گھر کی جوان جہان بچیوں کی شکایتیں لے کر لڑکے آئیں گے اڑوس پڑوس سے۔"تاجدار بیگم انتہائی غصّے سے انہیں گھورتے ہوئے بولیں۔

"پرابلم کیا ہے،تم لوگوں کے ساتھ۔۔۔؟"برہان دبی آواز میں غرائے۔

"آئی ایم سوری لالہ،ہم نے جان بوجھ کر نہیں کیا تھا ایسا۔۔۔"در شہوار نے ان کی ملامتی نظروں سے گھبرا کر جواب دیا۔

"ضرورت کیا تھی بھلا،مسٹنڈوں کی طرح یہ گیند بلا کھیلنے کی۔۔۔"تاجدار بیگم چڑ کو بولیں۔

"اتنی شرم آرہی تھی مجھے،اپنے گھر کی خواتین کا ذکر کسی غیر مرد کے منہ سے سن کر۔۔"برہان غصّے سے ٹہلنے لگے۔

"منہ توڑ دینا تھا اس شکایتی ٹٹو کا۔۔۔"در شہوار کی زبان پھسلی۔

"تم تینوں کی ٹانگیں نہ توڑ دوں، تاکہ ارد گرد کے لوگوں کی زندگیاں سکون سے گذریں۔" وہ اپنے غصیلے جذبات پر قابو پا کر ٹھہر ٹھہر کر بے لچک لہجے میں بولتے ہوئے ان تینوں کی روح فنا کر گئے۔

"میری تو زندگی عذاب کر رکھی ہے ان لڑکیوں نے، آج تو صاف صاف بات کروں گی ان کے دا جی سے، نور محل میں رکھیں انہیں پاس، پتا چلے انہیں بھی انسانوں کی طرح کیسے رہتے ہیں۔" تاجدار بیگم کی دھمکی نے ان تینوں کا رہا سہا سکون بھی برباد کر دیا۔

"کیا سوچتا ہو گا وہ بھلا مانس، شتر بے مہار کی طرح چھوڑ رکھا ہے اپنے گھر کی خواتین کو۔" برہان غصّے سے ٹہلنے لگا۔

"اور جو ہم سوچتے ہیں اس کمینے کے بارے میں، اسے یہ پتا چلے تو گولی مار لے خود کو۔" درشہوار نے دل میں سوچا۔ یہ شر انگیز جملہ وہ کم از کم رہان لالہ کے سامنے بولنے کا رسک نہیں لے سکتی تھی، اتنی تو عقل تھی اس میں۔

"دوبارا تم تینوں میں سے کوئی مجھے سامنے والے لان میں نظر آیا تو نور محل نہیں بڑی حویلی بھجوا دوں گا بابا سے کہہ کر۔" برہان کے دھمکی آمیز انداز پر ان تینوں نے دہل کر ایک دوسرے کی طرف دیکھا، بڑی حویلی جانے کا تصور ہی ان تینوں کے لیے بڑا خوفناک تھا۔ ایک تو ملتان کی گرمی اور اوپر سے اپنے فارم ہاؤس کے پاس بنی حویلی کے آس پاس کوئی چرند پرند نظر نہیں آتا تھا۔ اس لیے بڑی حویلی ان سب کے لیے کسی قید خانے سے کم نہیں تھی۔

اسی وقت انابیہ چائے کی ٹرے لیے ہال کمرے میں داخل ہوئی، اس نے کنکھیوں سے سامنے کرسی پر بیٹھے برہان کو دیکھا، سرمئی کلر کے کرتا شلوار میں، وہ قمیض کی آستینوں کو کہنیوں تک موڑے، گھنی مونچھوں کے نیچے خفا خفا سے لبوں کے ساتھ بہت شاندار لگ رہے تھے۔

"چائے۔۔۔" وہ اتنی آہستگی سے بولی تھی کہ برہان بمشکل ہی سن پائے۔

"میرا موڈ نہیں ہے۔۔۔" وہ درشتی سے کہتے ہوئے کھڑے ہوئے اور کسی سے بھی مخاطب ہوئے بغیر کمرے سے نکل گئے۔ اس بے رخی پر انابیہ کا دل ایک دم ٹوٹا اور آنکھیں نمکین پانیوں سے بھر گئیں۔

"بیدردی پیا، بڑا ظلم کیا۔۔" درشہوار نے ہلکا سا گنگنا کر چائے کا کپ اٹھایا۔

"الائچی نہیں ڈالی اس میں۔۔۔" اس نے پہلا گھونٹ بھرتے ہی بُرا سا منہ بنایا۔ طوبیٰ اور نمیرہ نے بمشکل اپنی ہنسی کا گلا گھونٹا۔

http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com

"چٹکی بھر زہر ڈال دو اس میں، ہماری تو جان چھوٹے اس سے۔۔۔" تاجدر بیگم گھٹنوں پر ہاتھ رکھ کر اٹھیں اور کھا جانے والی نگاہوں سے اپنی اکلوتی دختر نیک اختر کو گھورتی ہوئی کچن کی طرف بڑھ گئیں، ان کے جانے کے بعد وہ تینوں کھلکھلا کر ہنسیں۔

"اس شکایتی ٹٹو کو تو نہیں چھوڑوں گی میں۔۔۔" درشہوار نے بلند آواز میں اپنے عزائم سے آگاہ کیا۔

"چغل خور نہ ہو تو۔۔" طوبیٰ نے تاجدار بیگم کا چائے کا کپ اٹھایا۔

"ویسے چھکا شاندار لگایا تھا تم نے، اس کے لنچ باکس کے تو بخیے ادھڑ گئے۔" نمیرہ گلا پھاڑ کر ہنسی۔

"شرم کر لو تم تینوں۔۔۔" انابیہ نے خود کو سنبھال کر ملامتی نگاہوں سے ان تینوں کی طرف دیکھا۔

"اب نہیں آتی تو کیا کریں۔۔۔" نمیرہ، طوبیٰ کے ہاتھ پر ہاتھ مار کر ہنسی۔

"ویسے بیا آپ سوچیں، اس بیدردی پیا کے ساتھ گذارہ کیسے کرنا ہے۔" درشہوار نے شرارتی نظروں سے اسے اپنے بھائی کے حوالے سے چھیڑا۔ انابیہ کا چہرہ شرم سے گلابی ہوا۔

"فضول باتیں، جتنی مرضی کروالو تم لوگوں سے۔۔۔" انابیہ نے ہنس کر بات ٹالی۔

اسی لمحے برہان دوبارا کمرے میں داخل ہوئے، ایسا لگا جیسے کسی نے پھونک مار کر ہر چیز کو پتھر کا کر دیا ہو۔ ان تینوں کی مسکراہٹیں گدھے کے سر سے سینگ کی طرح غائب ہوئیں۔ انہوں نے اندر داخل ہوتے ہی تینوں کو سخت نظروں سے گھورا۔

"رزلٹ آگیا ہے تم تینوں کا۔۔۔" درشہوار کو ایسے لگا جیسے کسی نے کمرے میں صور پھونک دیا ہو۔

"اچھا، کب۔۔۔؟؟؟" درشہوار نے خشک حلق کو تر کر کے پوچھا۔

"جس وقت آپ دوسروں کے چھکے اڑا رہی تھیں، شاہ میر کی کال آئی ہے ابھی۔" ان کے طنزیہ انداز پر ان تینوں سے سر جھکا لیا۔

"کیسا رہا۔۔۔؟" نمیرہ نے ہلکا سا جھجک کر پوچھا، حالانکہ برہان کے چہرے پر چھائی ناراضگی کے بعد اس سوال کی کوئی تک نہیں بنتی تھی۔

جیسے پیپرز دیئے تھے، ویسا ہی رہا۔۔۔" برہان تلخ ندازمیں گویا ہوئے۔

http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com

لالہ، پلیز بتائیں ناں۔۔۔" درشہوار نے بے صبری سے انکی بات کاٹی۔

"الحمد اللہ تم نے اور طوبیٰ نے کیمسٹری میں اور نمیرہ صاحبہ نے پاک اسٹڈیز میں جھنڈے گاڑ دیئے ہیں، مبارک ہو، بڑا شاندار رزلٹ آیا ہے۔" برہان کے طنزیہ لہجے پر انہیں لگا جیسے میر ہائوس کی چھت ان کے سر پر آن گری ہو۔ وہ سب اپنی جگہ پر منجمند ہو گئیں۔ ان سب کو شدید صدمہ پہنچا تھا۔

"اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔۔" انابیہ نے مسکراتے ہوئے ان کے زخموں پر مذید نمک چھڑکا، وہاں رکھی چائے کی ٹرے اٹھائی اور کمرے سے

نکل گئی، جب کہ وہ تینوں حواس باختہ چہروں کے ساتھ ایک دوسرے کی طرف دیکھتی رہ گئیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

رومیصہ نے چوبیس گھنٹوں میں زندگی کا انتہائی تلخ، اور رونگھٹے کھڑے کر دینے والا روپ دیکھا تھا۔

حوالات کے پیچھے کھڑے اسے یوں لگ رہا تھا جیسے کسی نے اسکے اعصاب شکنجے میں کس دیئے ہوں، اس غیر متوقع خوفناک واقعے نے اس کے حواس شل کر دیئے تھے۔ وہ شدید قسم کی ذہنی پژمردگی کا شکار تھی۔ اس حادثے نے اسکے سارے وجود کو ہلا کر رکھ دیا تھا۔

وہ تو آزاد فضائوں کا پرندہ تھی، جسمانی قید تو دور کی بات وہ تو اپنے خیالات پر بھی کسی قسم کی بندش پسند نہیں کرتی تھی، لیکن قسمت نے اسے عجیب طریقے سے سلاخوں کے پیچھے لا پٹخا تھا۔ وہ شدید پریشانی میں ہیجانی انداز کے ساتھ مسلسل ٹہل رہی تھی۔

آنکھوں میں پھیلی سرخی اور وحشت اسکی بدترین ذہنی کیفیت کی غماز تھی، خشک ہونٹ، بے رونق جلد اور لب بھینچے، سر جھکائے وہ ایسے کھڑی تھی جیسے اسکا سارا

طنطنہ اور سارا غرور چند گھنٹوں میں ختم ہو گیا ہو۔

اس کے لیے سب سے بڑی صدمے کی بات یہ تھی کہ اس حادثے میں موجود اسکی دوست کنزہ کو اسکے والد بریگیڈیئر وقار درانی نے اپنا اثرورسوخ استعمال کر کے نہ صرف چند گھنٹوں میں ضمانت پر رہا کروالیا تھا بلکہ ایف آئی آر سے اسکا نام تک نکلوالیا تھا۔ وہ اچھی

http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com

طرح سے جانتی تھی کہ ٹینا بیگم کے تعلقات بھی خاصے ہائی لیول پر تھے لیکن جسٹس محمود کی فیملی کے ساتھ پنگا لینا بھی کوئی آسان کام نہیں تھا۔

ٹینا بیگم ابھی ابھی شہزاد کے ہمراہ پولیس اسٹیشن پہنچی تھیں، اگرچہ ایس پی نیاز جنجوعہ کی کال کی وجہ سے انہیں بھی اسپیشل پروٹوکول دیا جارہا تھا اور پھر اس تھانے کے انچارج کے پاس آنے والی فون کالز سے ڈیوٹی پر موجود آفیسرز کو اندازہ ہو گیا تھا کہ دوسری طرف بھی خاصی تگڑی پارٹی تھی۔ ٹینا بیگم کا بات کرنے کا انداز بھی کچھ ایسا تھا کہ اگلا ایک لمحے کو جواب دینے سے پہلے ضرور سوچتا تھا۔ سیاہ رنگ کے تنگ ٹراوزر کے ساتھ شارٹ شرٹ پہنے انہوں نے ہلکا سا اسکارف گلے میں لٹکا رکھا تھا، سر پر قیمتی گاگلز ٹکائے، ہائی ہیل کے ساتھ ٹک ٹک کرتی وہ جب سیف الرحمن سے گفتگو کرتے وہ پولیس اسٹیشن کے اس حصّے کی جانب آئیں جہاں رومیصہ قید تھی۔ انہیں اپنی بیٹی کا اجڑا حلیہ، زرد رنگت اور وحشت زدہ آنکھیں دیکھ کر ایک دم دھچکا لگا۔

"واٹ دا ہیل یار، نکالو اسے باہر، یہ کیا حالت کر رکھی ہے میری بیٹی کی۔۔۔" وہ دبنگ لہجے میں ایک دم چیخیں۔

"مام۔۔۔ فار گاڈ سیک، مجھے بچالیں۔۔" رومیصہ کی آنسوؤں میں ڈوبی غمگین آواز انکی سماعتوں سے ٹکرائی، ٹینا بیگم کے مضبوط اعصاب ایکدم ڈھے گئے

رومیصہ کے ساتھ ان کے لاکھ اختلافات سہی لیکن اسے اس حالت میں دیکھنا ان کے لیے کسی بڑے امتحان سے کم نہیں تھا۔

سیفی فورا پہنچیں آپ، ان باسٹرڈ نے میری بیٹی کو اتنی گندی جگہ پر قید کر رکھا ہے، ان کی ہمت کیسے ہوئی۔" ان کے لہجے میں چھپی صدمے کی کیفیت اب غم وغصّے میں تبدیل ہو گئی تھی۔

اگلے ایک گھنٹے میں ٹینا بیگم اپنا سارا اثر ورسوخ استعمال کر کے رومیصہ کی ضمانت کروانے میں تو کامیاب ہو گئیں تھیں لیکن اس عرصے میں انہیں بخوبی اندازہ ہو گیا تھا کہ یہ کیس انکی بیٹی کے گلے پڑنے والا ہے۔ اس کی سب سے بڑی وجہ رومیصہ کی گاڑی تھی، جس کے ساتھ ٹکرا کر روحیل محمود کو حادثہ پیش آیا تھا اور جسٹس محمود کی فیملی یہ ماننے کو تیار ہی نہیں تھی کہ اس وقت گاڑی رومی نہیں کنزہ جبار چلا رہی تھی۔

"آپ لوگوں نے کنزہ وقار کا نام کیوں نکالا ہے ایف آئی آر سے۔۔۔" ٹینا بیگم درشتی سے گویا ہوئیں۔

انہوں نے ایف آئی آر میں صرف آپ کی بیٹی کا ہی نام لکھوایا تھا۔" ایس ایچ او نے نظریں چرا کر دیکھا۔

"چلیں ٹھیک ہے یہ مان لیا، لیکن اس وقت پیٹرولنگ پر موجود پولیس آفیسرز یہ بات اچھی طرح جانتے ہیں کہ گاڑی کون ڈرائیو کر رہا تھا۔"

دیکھیں، وہ کہتے ہیں، انہوں نے اس چیز کی طرف دھیان نہیں دیا۔" ایس ایچ او کی بات پر ٹینا بیگم جھنجلا سی گئیں۔

"ان سے کہیں پولیس ڈیپارٹمنٹ چھوڑ کر کوئی ٹھیلہ لگا کر بیٹھ جائیں، اگر وہ ان چیزوں پر دھیان نہیں دیں گے تو کون دے گا۔۔"

دیکھیں مسز سہگل، آپ اچھی طرح جانتی ہیں، ہم لوگ بے بس ہیں، اور وہی کرنا ہوتا ہے جسکے آرڈرز ملتے ہیں، آپ پلیز کوئی اچھا وکیل ہائر کر کے اپنی بیٹی کا دفاع کر لیں۔۔" ایس ایچ او نے نرمی سے انہیں مشورہ دیا، ویسے بھی ٹینا بیگم کے اختیارات کا اندازہ انہیں بھی ہو گیا تھا۔

"مام، یہ ٹھیک کہہ رہے ہیں، ہمیں نکلنا چاہیے۔۔۔" شہر زاد نے میز پر رکھا اپنا سیل فون اٹھایا اور فیصلہ کن انداز میں کھڑی ہوئی۔

ٹینا بیگم پولیس اسٹیشن سے نکلیں تو اچھی خاصی فکر مند تھیں۔ شہر زاد نے ڈرائیونگ سیٹ سنبھالتے ہی بیک مرر سیٹ کیا، رومیصہ خوفزدہ انداز میں بالکل سکڑی ہوئی پچھلی سیٹ پر بیٹھی تھی۔

مام کو کافی کالز آ رہی ہیں اور چونکہ شہر زاد انہیں اچھی طرح سمجھا کر لائی تھی اس لیے ان کا رومی کے ساتھ انکا رویہ خاصا بہتر تھا۔

انہوں نے جیسے ہی اپنی کال بند کی، شہر زاد نے رومیصہ کو مخاطب کیا۔

"تم کیا پہلے سے جانتی ہو روحیل محمود کو۔۔۔؟"

"نہیں۔۔۔" وہ اضطراری کیفیت میں اپنے ہاتھوں کے ناخن چبا رہی تھی، شہر زاد کو ہلکی سی گھن محسوس ہوئی۔

"پھر، وہ تمہارے پیچھے کیوں آیا۔۔۔؟" وہ حیران ہوئی۔

"میرا جھگڑا ہو گیا تھا اس کے ساتھ کلب میں۔" اس نے سر جھکا کر شرمندگی سے کہا۔

"تمہیں ضرورت کیا تھی کلب جانے کی۔۔" ٹینا بیگم نہ چاہتے ہوئے بھی بول پڑیں اور ان کی دخل اندازی شیری کو سخت ناگوار گزری تھی۔

http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com

"مام پلیز۔۔۔"شہرزاد کے تنبیہی لہجے پر وہ سنبھل کر بیٹھ گئیں۔

جھگڑا کس بات پر ہوا تھا۔۔؟"اس نے اگلا سوال کیا۔"

"وہ بدتمیزی کر رہا تھا میرے ساتھ۔"

"پھر تم نے اسے کیا کہا۔۔۔؟"

"غصّے میں آ کر تھپڑ مار دیا تھا۔۔۔"اس نے ہلکا سا جھجک کر کہا اور ٹینا بیگم نے غضب ناک نگاہوں سے اسے گھورا لیکن منہ سے خاموش رہیں۔

"اس کے بعد کیا ہوا۔۔؟"شہرزاد بالکل پرسکون انداز میں اس طرح پوچھ رہی تھی جیسے وہ اسے کسی فلم کی کہانی سنا رہی ہو۔

"پھر وہ ہمارے پیچھے آ گیا، اسکے ہاتھ میں پسٹل تھا اور اس نے مجھے مارنے کی کوشش کی۔"رومی کا لہجہ بھرا گیا۔

"اوہ نو۔۔۔پھر۔۔؟"وہ ہلکی سی بے چین ہوئی۔

"وہ مجھے اور کنزہ کو فالو کرتے ہوئے اچانک ہی ہماری گاڑی کے سامنے آ گیا اور ٹرسٹ می شیری، ہم نے جان بوجھ کر ہٹ نہیں کیا اسے، وہ خود اپنی غلطی سے ٹکرایا تھا۔"رومیصہ نے گھبرا کر اپنی بہن کو صفائی دی۔

"کنزہ، جانتی ہے اسے پہلے سے۔۔۔"اس نے کچھ سوچ کر اگلا سوال کیا۔

"ہاں۔۔۔بیکن ہاؤس میں کلاس فیلو رہ چکا ہے وہ اس کا۔"رومیصہ نے سر جھکا کر شرمندگی سے کہا۔

"اور تم اس کے باپ کی کمینگی دیکھو، کیسے اپنی بیٹی کو مکھن میں سے بال کی طرح نکال کر لے گیا۔"ٹینا بیگم کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ کنزہ اور اسکے باپ کو شوٹ کر دیتیں، جن کی اس حرکت نے رومیصہ کا کیس خاصا کمزور کر دیا تھا۔ دوسری صورتحال میں کوئی نہ کوئی بچ نکلنے کی راہ نکل ہی آتی۔

"اب تم کیا کہتی ہو۔۔۔؟"ٹینا بیگم نے سوالیہ نظروں سے اسکی طرف دیکھا۔

"ڈونٹ ووری مام، انشاءاللہ کوئی نہ کوئی راہ نکل آئے گی۔"شہرزاد کے پرسکون انداز پر ٹینا بیگم کے اعصاب بھی کچھ ریلکس ہوئے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

http://paksociety.com

سرمئی بادلوں کی ٹولیاں، بڑے مست انداز سے مری کے پہاڑوں پر رقص کرتی پھر رہی تھیں۔ قدرے تیز اور خنک ہوا انہیں اپنے بانہوں میں لیے ادھر ادھر گھوم رہی تھی۔ لان کی باونڈری وال کے ساتھ لگے پودے عجیب سرمستی کے عالم میں جھوم رہے تھے۔ میر ہاؤس میں اس وقت خلاف معمول بڑی خاموشی طاری تھی۔ تاجدار بیگم اپنی ملازمہ صندل کو چھوڑ نے نور محل گئی ہوئیں کے ہمراہ ملازمین سے اسٹور کی تفصیلی صفائی کرنے میں مگن تھیں۔ اس وقت سبھی کی شامت آئی تھیں اور شارقہ بیگم صبح سے انابیہ ہوئی تھی، پرانا کاٹھ کباڑ، غیر استعمال شدہ برتن، اور پرانے اخبارات کے بنڈل سبھی کچھ وہاں بکھرا ہوا تھا۔

"اللہ معاف کرئے دنیا جہان کا گند کر رکھا ہے یہاں۔" شارقہ بیگم نے گرد سے بچنے کے لیے دوپٹہ ناک پر رکھا ہوا تھا۔

"آدھا گند تو ان رسالوں اور اخباروں کا ہے۔۔" ملازمہ رشیدہ نے ایک بنڈل لا کر زمین پر رکھا۔

"استغفر اللہ۔۔۔۔یہ کیا ہے۔؟" شارقہ بیگم منہ بنا کر پیچھے ہٹیں۔

"در شہوار، اور طوبی کے ڈائجسٹ اور فیشن میگزین۔۔" انابیہ نے ہلکا سا جھجک کر کہا۔

"شکر ہے میری نمیرہ کو ایسا کوئی چسکا نہیں۔ ویسے تو ساری بات تربیت کی ہوتی ہے۔" ندرت امّی اللہ جانے کس کونے سے نکل کر سامنے آگئیں تھیں۔

"ہاں تبھی پوزیشنیں لے لے کر پنڈی بورڈ کی چھت پھاڑ رکھی ہے اس نے۔" ان کی سوکن جل کر بولیں۔

"انشاء اللہ رزلٹ آنے والا ہے، دیکھ لیجئے گا، اچھے نمبروں سے پاس ہو گی۔" انابیہ کو ندرت امّی کی لاعلمی پر رشک آیا۔ وہ چاہتے سکی کہ رزلٹ آچکا ہے کیونکہ اسکی اپنی بہن ای مضمون میں اڑ گئی تھی۔ ہوئے بھی انہیں نہیں بتا

"رشیدہ، اٹھاؤ یہ سب، اور پھینکو ردی میں۔۔" شارقہ بیگم کے اگلے حکم پر انابیہ بوکھلا گئی۔ وہ جانتی تھی کہ در شہوار اور طوبی کی ان رسالوں میں جان تھی اور انہوں نے اپنی پسندیدہ تحریروں والے شمارے سنبھال کر رکھے ہوئے تھے۔

"امّی، در شہوار بہت شور مچائے گی۔۔" انابیہ نے محتاط انداز میں کہا۔

یہ شمارہ پاک سوسائٹی ڈاٹ کام نے پیش کیا ہے

پاک سوسائٹی خاص کیوں ہیں:-

ہائی کوالٹی پی ڈی ایف
ایڈ فری لنکس
ایک کلک سے ڈاؤنلوڈ
ڈاؤنلوڈ اور آن لائن ریڈنگ ایک پیج پر
کتاب کی مُختلف سائزوں میں اپلوڈنگ
ناولز اور عمران سیریز کی مُکمل رینج

Click on http://paksociety.com to Visit Us

پاک سوسائٹی کو فیس بُک پر جوائن کریں http://fb.com/paksociety
پاک سوسائٹی کو ٹوئٹر پر جوائن کریں http://twitter.com/paksociety1
پاک سوسائٹی کو گُوگل پلس پر جوائن کریں https://plus.google.com/112999726194960503629

ہمیں وزٹ کرنے کے لئے ہمارا ویب ایڈریس براوزر میں لکھیں یا گُوگل میں پاک سوسائٹی تلاش کریں۔

اپنے دوست احباب اور فیملی کو ہماری ویب سائیٹ کا بتا کر پاکستان کی آن لائن لائبریری کا ممبر بنائیں۔

اِس خوبصورت ویب سائٹ کو چلانے کے لئے ہر ماہ کثیر سرمایہ درکار ہوتا ہے، اگر آپ مالی مدد کرنا چاہتے ہیں تو ہم سے فیس بُک پر رابطہ کریں۔۔۔

ہمیں فیس بک پر لائک کریں اور ہر کتاب اپنی وال پر دیکھنے کے لئے امیج پر دی گئی ہدایات پر عمل کریں:-

http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com

"مچاتی رہے۔۔۔" انہوں نے کمال بے نیازی کا مظاہرہ کیا۔ "ویسے خیر ہے یہ لڑکیوں کی بولتی کیوں بند ہے آج۔۔۔" انہیں گھر میں پھیلے غیر معمولی سناٹے کا احساس ہوا۔

"درشہوار کے روم میں ہیں شاید۔۔۔"

"پھر کوئی نئی کھیر پک رہی ہو گی وہاں، ان کو کون سا سکون ہے۔" ان کے جل کر بولنے پر انابیہ کو ہنسی آ گئی۔

"میں ذرا دیکھوں، خاقان صاحب نے دوپہر میں فون کرنے کا کہا تھا۔" ندرت امّی، اپنی سوکن شارقہ بیگم کو سنانے کے لیے دانستہ اونچی آواز میں بولتی ہوئیں اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئیں۔

"اس عورت کا گھٹیا پن ساری زندگی ختم نہیں ہو گا۔۔۔" شارقہ بیگم کو غصّہ آ گیا۔

"آپ چھوڑیں انہیں، جا کر کچن دیکھیں، تائی اماں آنے والی ہونگیں۔" انابیہ نے ان کی توجہ دوسری جانب مبذول کی۔

"تم یہ سارا گند اٹھواؤ، ورنہ گھر آتے ہی جیٹھانی صاحبہ کا موڈ آف ہو جائے گا۔" وہ بڑبڑاتی ہوئی سیڑھیاں اتر کر نیچے چلی گئیں۔ انابیہ نے سکون کا سانس لیا اور سب سے پہلے ان ڈائجسٹوں کے لیے ایک محفوظ ٹھکانہ تلاش کرنے کے لیے ادھر اُدھر نظریں دوڑائیں۔ اس کے بعد اسے تعزیاتی اجلاس میں شرکت کرنا تھی جو اس وقت درشہوار کے کمرے میں بڑی دھوم دھام سے منایا جا رہا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

میر ہاؤس کے فرسٹ فلور پر واقع درشہوار کے کمرے میں اس وقت واقعی۔ "شام غریباں" منائی جا رہی تھی۔ کمرے میں زیرو واٹ کا زرد بلب جل رہا تھا اور کارپٹ پر سفید چادریں بچھا کر ان پر گاؤ تکیے رکھے ہوئے تھے۔ سائیڈ میز پر اگر بتی دہک رہی تھی، جس نے کمرے کی فضاؤں کو اپنی خوشبو سے معطر کر رکھا تھا۔ گاؤ تکیے سے ٹیک لگائے وہ تینوں سیاہ رنگ کے سوٹ پہنے غم کا اشتہار بنی بیٹھیں تھیں۔ سی ڈی پلئیر میں حامد علی بیلا کی آواز میں "کافی" کے بول کمرے کے ماحول میں اداسی کے مذید رنگ بھر رہے تھے۔

مائے نی میں، کنوں اکھاں۔۔۔۔

دردو چھوڑے دا حال نی۔۔۔۔۔

دھواں دکھے، میر امر شد والا۔۔۔۔

جاں پھولاں تاں لال نی۔۔۔۔۔۔

مائے نی، میں کنوّں اکھاں۔۔۔۔۔

دردو چھوڑے دا حال نی۔۔۔۔۔۔

دُکھاں دی روٹی، سولاں دا سالن۔۔

آہیں دا بالن، بال نی۔۔۔۔۔

مائے نی میں، کنوں اکھاں۔۔۔۔۔

سفید رنگ کی چاندنیوں کے عین درمیان میں درشہوار کے لیپ ٹاپ پر ایف ایس سی کے رزلٹ کی ویب سائٹ کھلی ہوئی تھی، جسے وقفے وقفے سے اس امید پر چیک کیا جا رہا تھا کہ شاید امتحانی نتائج میں کوئی معجزانہ تبدیلی آجائے۔یہ "شام غریباں "ان تینوں کی کمپارٹ آنے کے غم میں منعقد کی گئی تھی۔

"تم مانو یا نہ مانو، اس کمینے کی بد دعا لگی ہے ہمیں۔۔۔" درشہوار نے رنجیدہ لہجے میں انکشاف کیا۔

"کس "کمینے" کی۔۔۔" نمیرہ نے منہ بنا کر ایسے پوچھا، جیسے ان کے پاس کمینوں کی پوری لسٹ موجود ہو۔

"ایک ہی تو ہے وہ خبیث، ہمارا ہمسایہ، چغل خور۔۔۔" درشہوار تڑپ کر بولی۔ برہان لالہ کی شام میں کی ہوئی بے عزتی کا دکھ بھی تازہ تھا۔

"اللہ کرئے وہ بھی فیل ہو جائے اپنے سارے سبجیکٹس میں۔۔۔" طوبی نے دکھی دل سے بد دعا دی۔

"بے وقوف لڑکی وہ اپنی ایجوکیشن کمپلیٹ کر کے آیا ہے جاب میں، بد دعا تو کوئی ڈھنگ کی دے دو۔۔" نمیرہ نے منہ بناتے ہوئے تصیح کی۔

http://paksociety.com

"اللہ کرے اسکی شادی ہو جائے کسی بھینگی لڑکی سے، اور وہ ساری زندگی یہی سمجھتا رہے کہ وہ اسے دیکھ رہی ہے جبکہ وہ اسکے دوست کو لائن مار رہی ہو۔" طوبیٰ کی اگلی بد دعا پر نمیرہ کو نہ چاہتے ہوئے بھی ہنسی آ گئی۔

"دانت تو ایسے نکال رہی ہو جیسے بورڈ ٹاپ کیا ہو۔۔" طوبیٰ نے جل کر بالکل تائی اماں کے اسٹائل میں طعنہ دیا۔

"تم اپنے کمپیوٹر کا "کی بورڈ" رکھو یہاں، میں ابھی "ٹاپ" جاتی ہوں۔۔" نمیرہ اپنی جگت پر خود ہی ہنسی۔ کسی نے بھی اسکا ساتھ نہیں دیا۔

"ایسے تھرڈ کلاس جوک کرنے کی بجائے اپنے فیل ہونے کی وجوہات ڈھونڈو۔"

"سچی بات تو یہ ہے، مجھے تو بابائے قوم قائد اعظم کی آہ لگی ہے، وہ جو چودہ کی بجائے اٹھارہ نکات لکھے تھے ناں، وہی کم بخت گلے پڑ گئے میرے۔" نمیرہ نے اپنے فیل ہونے کی سب سے بڑی وجہ ڈھونڈ ہی لی۔

"اور مجھے کیمسٹری کی میم ذکیہ کی، جن کی پورا سال نقلیں اتاری تھیں میں نے عینک پہن پہن کر۔" طوبیٰ نے بھی رنجیدگی سے اپنے گناہ کا اعتراف کیا۔ ان دونوں کی دیکھا دیکھی، در شہوار بھی اٹھ کر بیٹھ گئی۔

"آپس کی بات ہے، تم لوگ مانو یا نہ مانو، مجھے اس خبیث ہادی کی آہیں لے ڈوبی ہیں۔" در شہوار نے اپنا ہاتھ ماتھے پر رکھ کر بالکل شمیم آراء اسٹائل میں آہ بھر کر مزید اضافہ کیا۔

کتنا سوچا تھا یونیورسٹی جائیں گے، ڈیشنگ اور اسمارٹ لڑکوں کے ساتھ پڑھ کر اپنے خاندان کا نام روشن کریں گے، لیکن افسوس" صد افسوس دل کے ارمان آنسوئوں میں بہہ گئے۔۔۔" در شہوار کی ایکٹینگ عروج پر تھی۔

"پیاری بہن، اتنے سرد موسم میں ٹھنڈی آہیں بھر کر مزید ٹھنڈک میں اضافہ مت کرو۔ میری تو پہلے ہی چار پسلیاں ہیں، خدانخواستہ نمونیا نہ ہو جائے۔" طوبیٰ نے منہ بناتے ہوئے در شہوار کی واڈروب سے ایک شال نکال کر اوڑھی۔ دروازے پر ہلکی سی دستک نے اس لمحے ان تینوں کو بیزار کیا۔ آہستہ سے دروازہ کھول کر ارسل اندر داخل ہوا۔ ٹرائوزر کی جیب میں ہاتھ ڈالے اس نے انتہائی حیرانگی سے کمرے کا ناقدانہ انداز میں جائزہ لیا۔

"یہ کس فلم کا سیٹ لگا رکھا ہے یہاں۔۔۔" اس نے ابرو اچکا کر پوچھا۔

http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com

"دل جلے کا۔۔۔"طوبیٰ نے جل کر جواب دیا۔

"چلو پھر اس خوشی میں شاہ میر سے بات کرو، کیونکہ تم تینوں کے نمبر بند جا رہے ہیں۔"ارسل نے اپنا سیل فون اسکی طرف بڑھایا۔ طوبیٰ کو کرنٹ لگا، وہ جانتی تھی کہ اس موقعے پر اسکا فون زخموں پر مذید نمک چھڑکنے کے لیے آیا ہو گا۔

"بھئی بات کرو ناں، سکتہ کیوں ہو گیا ہے۔۔۔"ارسل کی آنکھوں کی شوخی اس بات کی گواہ تھی کہ وہ اس کال کے سیاق و اسباق سے واقف تھا۔

"ہاں، ہاں بات کرو طوبیٰ، میرا پوچھیں تو کہہ دینا، ٹرینکولائزر لے کر سو گئی ہے۔"درشہوار نے جلدی سے کشن آنکھوں پر رکھ لیا۔ اس نے دل ہی دل میں اسے سو گالیاں دیتے ہوئے کال اٹینڈ کی۔

"فرمائیے۔۔۔؟"وہ منہ کر بولی۔

"سنا ہے تندی باد مخالف نے سارے ہی عقاب اڑا دیئے ہیں۔۔۔"دوسری طرف وہ بڑے معنی خیز انداز میں قہقہ لگا کر ہنسا۔

"گرتے ہیں شاہ سوار ہی میدان جنگ میں۔۔۔"طوبیٰ نے بھی ڈھٹائی کا مظاہرہ کیا۔

"لیکن یہ شاہسوار تو ایسے گرے ہیں کہ گوڈے گٹے ہی تڑا و لیے۔۔۔ چچ چچ چچ۔۔۔"شاہ میر کی شرارتی آواز اسکے تن بدن میں آگ لگا گئی۔

"تمہیں کیا تکلیف ہے۔۔۔؟"اس کے ضبط کا بندھن ٹوٹا۔

"میں نے تو افسوس کے لیے فون کیا ہے اور ایک درخواست بھی دی ہے اپنے "ٹو آئی سی"کو کہ میرے گھر میں خواتین کی ایک کثیر تعداد باجماعت فیل ہو گئی ہے، اس سلسلے میں ایک تعزیتی اجلاس میں شرکت کے لیے مجھے تین دن کی چھٹی دے دی جائے۔" دوسری طرف اسکا موڈ خاصا خوشگوار تھا۔

"اللہ کرے چھٹی کی بجائے تمہیں انڈیا کے بارڈر پر بجھوا دیں۔"طوبیٰ جل کر بولی۔

"تم اگر ساتھ دینے کا وعدہ کرو، تو یقین مانو سات سمندر پار تیرتا ہوا چلا جائوں۔"شاہ میر نے اسے شوخی سے مذید چڑایا۔

"دفع ہو جائو تم، اپنی منحوس شکل لے کر۔۔۔"اس نے غصّے میں فون بند کر دیا۔

"کیا ہوا۔؟ کیا کہہ رہا تھا۔۔۔؟" ارسل نے انجان بن کر پوچھا۔

"ایک خبیث انسان اپنی خباثت ہی دیکھا سکتا ہے۔ بائے گاڈ، درشہوار، اتنا کمینہ اگر میرا بھائی ہوتا تو میں پہلی فرصت میں خودکشی کر لیتی۔" طوبی نے کہیں کا غصّہ کہیں اتارا۔

"میں بھی سیریسلی یہی سوچ رہی ہوں، آج برہان لالہ نے اور اب میرو بھیا نے بہت مایوس کیا ہے مجھے۔" اس نے اپنی تیکھی ناک چڑھا کر طوبی کے ساتھ یک جہتی کا عظیم مظاہرہ کیا۔

"سنا ہے، رزلٹ آگیا ہے تم لوگوں کا۔۔۔" ارسل کے لبوں پر پھیلی جاندار مسکراہٹ ان تینوں کا دل جلا گئی۔

"ہاں آپکی کسر رہ گئی تھی، آپ بھی پوری کر لیں، فیل بھی تو انسان ہی ہوتے ہیں، ایسا کون سا گناہ کر دیا ہے ہم نے، جو آپ لوگ ہاتھ منہ دھو کر باجماعت پیچھے پڑ گئے ہیں ہمارے۔۔" درشہوار بازو چڑھا کر میدان میں اتر آئی۔

"ارے رے۔۔۔۔ میں نے تو کچھ نہیں کہا۔۔۔" ارسل ایکدم بوکھلا گیا۔

"ارادہ تو یہی لے کر آئے تھے ناں۔" درشہوار نے ناک چڑھا کر کہا تو وہ ہنس پڑا۔

"ارادہ تو میرا یہ تھا کہ دکھی لوگوں کا غم غلط کرنے کے لیے مال روڈ سے جا کر گرما گرم ہاٹ اینڈ سار سوپ پیا جائے۔" ارسل کی بات پر ان تینوں نے مشکوک نظروں سے اسے گھورا۔

"کیا ہو گیا ہے، ایک ہینڈسم بندے کو اتنا گھور کیوں رہی ہو۔۔" اس نے مصنوعی پریشانی سے پوچھا۔

"یقین نہیں آ رہا، اتنا رحم دل، فیاض اور کھلے دل کا بندہ میر ہاؤس میں ہی رہتا ہے۔" درشہوار کی بات پر وہ بے ساختہ مسکرایا۔

"میرا بھائی ہے تو ادھر ہی رہے گا ناں میرے ساتھ۔ ویسے اللہ کا شکر ہے، میرے بھائی میں دکھی انسانیت کا خاصا جذبہ ہے میری طرح۔" نمیرہ نے ہمیشہ کی طرح دوسروں کا کریڈٹ لینے کی کوشش کی جو اسے اچھی خاصی مہنگی پڑی کیونکہ درشہوار کا کشن اس کا دماغ اچھا خاصا ہلا کر اپنے ٹھکانے پر واپس لا چکا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"بڑی دیر کی مہربان آتے آتے۔۔۔"

http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com

وہاج بڑے معنی خیز انداز میں سیل فون پر بات کرتے ہوئے کچن میں داخل ہوئے، برتن دھوتی صندل کا دل بُری طرح سے دھڑکا، اس نے لاشعوری طور پر اپنا دوپٹہ ٹھیک کیا اور بظاہر خود کو مصروف ظاہر کرنے کے لیے پانی کا نل چلا دیا اور جلدی جلد پلیٹیں واش کرنے لگی۔ وہ نور محل ہر گز نہیں آنا چاہتی تھی لیکن اس کی مجبوری تھی کہ اسکے والدین اور باقی بہن بھائی بھی میر ہاؤس کے خاندانی ملازم تھے اور وہاں انکار کی تو قطعاً کوئی گنجائش نکلتی ہی نہیں تھی۔

"ابھی ڈھونڈ ہی رہی تھی، تمہیں یہ نظر ہماری۔۔۔" وہ ہلکا سا گنگناتے ہوئے فریج کھول کر کھڑے ہو گئے لیکن صندل کو ان کی نظریں اپنے وجود کے آر پار اترتی ہوئی محسوس ہو رہی تھیں۔

"یہ ایپل دھو دو۔۔۔" وہ غیر محسوس انداز میں اسکے بالکل پاس آن کھڑے ہوئے۔ صندل گھبرا کر پلٹی اور ان کے چوڑے سینے سے ٹکرا گئی۔

"ارے رے سنبھل کر۔۔۔"

صندل نے بوکھلا کر ان کے ہاتھ سے سیب پکڑا اور جلدی جلدی دھونے لگی۔ وہاج نے بڑی گہری نظروں سے اسکا جائزہ لیا۔ اسکا گھبرایا ہوا روپ ان کی نہ جانے کون سی حس کی تسکین کرتا تھا۔

"بہت خوبصورت ہاتھ ہیں تمہارے، روئی کے گالوں کی طرح نرم۔۔" ان کے ذو معنی انداز پر صندل کے تن بدن میں آگ لگ گئی ان کا شمار اگر اس کے مالکوں میں نہ ہوتا تو شاید وہ اب تک ان کا منہ توڑ چکی ہوتی۔

"یہ لیں۔۔۔" اس نے سیب دھو کر پلیٹ میں رکھے اور انتہائی بیزاری سے انکی طرف بڑھائے۔

"دیکھ مگر پیار سے۔۔۔" وہ ہلکا سا گنگنائے، اس سے پہلے کہ وہ کچھ اور کہتے، تاجدار بیگم بڑے عجلت بھرے انداز میں اندر داخل ہوئیں۔

"تم یہاں ہو اور میں پورے گھر میں تلاش کر رہی ہوں تمہیں۔۔"

"آپ یہ خالی برتن اٹھائے کیوں لا رہی ہیں، فارحہ مر گئی ہے کیا، اور باقی ملازمین کہاں ہیں۔؟" ان کا موڈ ایک دم خراب ہوا۔

"وہی بیچاری لا رہی تھی لیکن مجھے کچھ کام تھا صندل سے۔۔" انہوں نے لاپرواہی سے کہتے ہوئے ٹرے شیلف پر رکھ دی۔

http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com

"جی بی بی جی۔۔۔"صندل فورا مڑی تو اس کا ہراساں چہرہ تاجدار بیگم سے چھپانہ رہ سکا۔

"یہ تمہیں کیا ہوا ہے۔؟ہوائیاں کیوں اڑ رہی ہیں تمہارے چہرے پر۔۔۔"ان کے مشکوک انداز پر وہاج ہلکا سا گڑبڑا گئے۔

"ہوائیاں تو اڑیں گی، ہڈ حرام کی عادتیں جو پڑی ہوئی ہیں ان لوگوں کو، وہاں تو نوکروں کی ایک فوج ہے اور یہاں کام کرنا پڑے گا۔"وہاج نے منہ بناتے ہوئے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"خیر بہادر علی کا خاندان کام چور تو نہیں، سارا گھر سنبھالا ہوا ہے انہوں نے۔۔"تاجدار بیگم نے کھلے دل سے تعریف کی۔

"اچھا، اچھا، زیادہ سر نہ چڑھائیں انہیں، اچھی طرح سے سمجھا دیا ہے ناں اسے، میری چیزوں کا کیسے خیال رکھنا ہے۔"وہ معنی خیز لہجے میں گویا ہوا۔

"ہاں ہاں سمجھا دیا ہے، تم بھی تھوڑا ہاتھ ہولا ہی رکھنا، بچی ہے، جلدی گھبرا جاتی ہے۔۔"وہ لاپرواہ انداز میں کچن کے کیبنٹ کھولنے لگی۔

"بے فکر رہیں، ایسا خیال رکھیں گے کہ میر ہاوس کو بھول جائے گی یہ۔۔"وہ مزے سے سیب کھانے لگے۔اسی وقت کچن کا دروازہ کھلا اور داجی کی شکل دیکھ کر فرہاج نے ہاتھ میں پکڑا سیب جلدی سے پلیٹ میں رکھ دیا۔

"تم عورتوں کی طرح کچن میں گھسے کیا کر رہے ہو۔۔۔"داجی کا سخت لہجہ ان کے ہاتھ پیر پھلا گیا۔

"کچھ نہیں داجی، تھوڑا امّی سے بات کر رہا تھا۔۔"انہوں نے بوکھلا کر صفائی دی، ویسے بھی داجی کے سامنے تو وہ بھی بھیگی بلی بن جاتے تھے۔

"ساری باتیں چھوڑو اور حویلی پہنچو، تھوڑی گڑبڑ چل رہی ہے وہاں۔۔۔"

"ملتان۔۔۔؟"انہوں نے تصدیق کے لیے پوچھا۔

"ظاہر ہے۔۔۔بڑی حویلی ملتان ہے تو وہیں جانا ہو گا یا اسے اٹھا کر لے آئو گے ادھر۔۔۔"داجی کی جھاڑ نے ان کی طبعیت ایک لمحے میں درست کر دی کچھ دیر پہلے کا سارا نشہ اڑنچھو ہو گیا۔

"آپ بے فکر رہیں، کل چلا جائوں گا۔"انہوں نے اپنی طرف سے پھرتی دیکھائی۔

"کل نہیں، آج اور ابھی جانا ہو گا۔۔۔"

"اوہ اچھا۔۔۔میں ذرا ٹکٹ کنفرم کروالوں۔۔۔" انہوں نے وہاں سے کھسکنا چاہا۔

"سب کچھ کنفرم ہو چکا ہے، منشی ٹکٹ لے کر ائیر پورٹ پہنچ جائے گا، کچھ ضروری ڈاکومنٹس بھی ہیں اسکے پاس۔" انہوں نے سنجیدگی سے مزید کہا۔

"اور سنو، سارے معاملات نبٹا کر آنا، یہاں کوئی آگ نہیں لگی ہوئی، جسے بجھانے کو اگلے ہی دن دوڑے آئو۔۔" داجی کی بات پر صندل کے حلق سے ایک پر سکون سانس خارج ہوئی۔ اس نے دل ہی دل میں اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ادا کیا۔

"جی ٹھیک ہے۔۔۔" انہوں نے خفت زدہ انداز میں سر جھکایا۔

"اور تاجدار تم ذرا آئو میرے کمرے میں، کچھ ضروری بات کرنی ہے۔۔" انہوں نے تاجدار بیگم کی طرف دیکھ کر سنجیدگی سے کہا۔

"کیوں نہیں باباجان۔۔" انہوں نے فوراً تابعداری کا مظاہرہ کیا اور ان کے پیچھے چل پڑیں۔۔ میر وہاج نے مڑ کر صندل کی طرف دیکھا، جو اس وقت خاصی پر سکون انداز میں کھڑی تھی، وہاج کے اس طرح گھورنے پر وہ وہ بوکھلا کر واش بیسن میں پڑے برتن دھونے لگی۔

"ذرا آکر پیکینگ کرو، باقی کام بعد میں کر لینا۔" ان کے اگلے حکم پر صندل کی روح فنا ہوئی۔

"جی اچھا۔۔" وہ دل ہی دل میں آل تو جلال تو پڑھتی ہوئی ان کے بیڈروم میں داخل ہوئی، سامنے فارحہ بھابھی کو دیکھ کر اس نے سکون کا کلمہ پڑھا اور جلدی سے میر وہاج کی واڈروب سے کپڑے نکال کر اٹیچی میں رکھنے لگی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"تم بڑی بھابی ہو اسکی۔ سمجھائو بے وقوف کو، دو دو جوان بیٹیوں کا باپ ہے وہ۔۔۔"

میر حاکم علی کے منہ سے نکلنے والے اس فقرے کو سن کر تاجدار بیگم پر گھڑوں پانی پڑ گیا۔ ان کی تو گمان کی آخری سرحدوں پر بھی نہیں تھا کہ وہ ان سے کیا بات کرنے کے لیے اپنے کمرے میں بلا کر لائے ہیں۔ نور محل کا سب سے بہترین کمرہ ان کی رہائش گاہ کے طور پر استعمال ہوتا تھا۔ شاہ بلوط کی لکڑی کا بھاری فرنیچر، ایرانی قالین، دیواروں پر خوبصورت پینٹنگس اور چھت پر لگے قیمتی فانوس

http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com

ان کے کمرے کی خوبصورتی میں اضافہ کر رہا تھے۔ اس وقت وہ آج کا تازہ اخبار پکڑے بھاری بھر کم صوفے پر بیٹھے تھے، جب کہ تاجدار بیگم ان کے سامنے والے سنگل صوفے پر سر جھکائے بیٹھی تھیں، وہ میر حاکم کی سگی بھتیجی تھیں اسی لیے سب سے زیادہ ان کے قریب بھی تھیں۔

"بابا جان آپ کیوں ٹینشن لے رہے ہیں۔؟" وہ ہلکا سا جھجک کر گویا ہوئیں۔

"تنگ آ گیا ہوں میں اس کے آئے دن کے اسکینڈلز سے، بندہ اپنی عمر اور جوان اولاد کا ہی لحاظ کرتا ہے، گھر میں دو دو بیویاں ہیں اسکی۔" ان کی پیشانی کی لکیریں گہری ہوئیں۔

"ہاں خاقان کو سوچنا چاہیے اس بات پر، ساری زندگی یہی طور طریقے تو نہیں رہ سکتے۔۔۔" انہوں نے محتاط انداز میں جواب دیا۔

"اس کے سوچنے سمجھنے والی حس تو عورتوں کے معاملے میں آ کر ختم ہو جاتی ہے، ایسی بھی کیا شوقین مزاجی، بندہ اپنے خاندان کی عزت اور وقار کو ہی داؤ پر لگا دے۔" وہ غصّے میں آ کر ٹہلنے لگے۔

"تمہیں اس لیے کہا ہے کہ تمہاری بات پھر بھی سنتا ہے اور تھوڑی بے تکلفی بھی ہے، تم بڑی بھابی اور ماں کی جگہ پر ہو، میں اس لیے بات نہیں کرنا چاہتا کہ ہمارے درمیان جو لحاظ کا پردہ ہے وہ سلامت رہے۔" انہوں نے قدرے خشک انداز سے اپنی بات کی وضاحت کی۔

"جی بابا جان، میں کوشش کروں گی اس سے بات کرنے کی۔۔۔" تاجدار نے انہیں تسلی دینے کی ناکام کوشش کی۔

"کوشش نہیں کرنی، سمجھانا ہے اس بے وقوف کو، تھوڑا عقل سے کام لے، اب دیکھو ذرا یہ اخبار بھرا پڑا ہے اسکی رنگین داستان سے ، استغفراللہ، اب یہ وقت بھی آنا تھا کہ میر حاکم کا بیٹا، ایک تھرڈ کلاس گلوکارہ کی زلفوں کا اسیر ہو جائے۔۔۔" ان کا چہرہ غصّے کی زیادتی سے سرخ ہوا۔

"واقعی، یہ تو بڑی غلط بات ہے۔۔" تاجدار بیگم اپنے سسر کی نبض شناس تھیں اور ان کے موڈ دیکھ کر ہی بات کرتی تھیں۔

"اور کہو اس سے انابیہ کی رخصتی کا کچھ سوچے اور تم بھی بات کرو برہان سے، کیا ٹھان کر بیٹھا ہے وہ دل میں۔" وہ اپنے مخصوص دو ٹوک انداز میں گویا ہوئے۔

http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com
http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com
پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"برہان ابھی دو سال کی مہلت مانگ رہا ہے۔" انہوں نے ہلکا سا جھجک کر کہا۔

"دو سال بعد کون سے سینگ اگ آئیں گے اس کے سر پر، "تب" بھی تو شادی کرنی ہے تو "اب" کیوں نہیں۔؟" وہ ایک دفعہ پھر ٹہلنے لگے، تاجدار بیگم نے دیکھا، اس بڑھاپے میں بھی ان کی چال میں خاصی مضبوطی تھی۔

"آپ پریشان نہ ہوں، میں بات کروں گی برہان سے۔" انہوں نے ہلکا سا جھجک کر کہا۔ اتنا تو وہ بھی جانتی تھیں کہ برہان کو سمجھانا کوئی آسان کام نہیں تھا، وہ ضد اور ہٹ دھرمی میں بالکل اپنے دا جی پر تھا۔ تبھی تو دونوں کی آپس میں نہیں بنتی تھی۔ اسی وقت میر حاکم کے سیل فون پر کال آ گئی۔

"تم جاؤ، اس ٹاپک پر پھر بات کریں گے۔۔" ان کے اگلے حکم پر تاجدار بیگم نے سکون کا سانس لیا، ورنہ آج تو سسر جی کے تیور ان کے بھی ہاتھ پیر پھلا رہے تھے۔ وہ جلدی سے ان کے کمرے سے باہر نکل آئیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"ٹینا ہاؤس" پر لگتا تھا کسی آسیب کا سایہ ہو گیا تھا۔ نیند اس گھر کے مکینوں سے روٹھ گئی تھی اور در و بام پر وحشت میں مبتلا کر دینے والے سناٹے کا راج تھا۔ رات کا نہ جانے کون سا پہر تھا۔۔۔ شہزاد کروٹیں بدل بدل کر تھک گئی تھی لیکن نیند آنے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی۔

جسٹس محمود کے بیٹے کی اس اچانک موت نے دونوں گھروں کی بنیادوں کو ہلا کر رکھ دیا تھا۔ روحیل کا خاندان کسی صورت بھی انہیں بخشنے کو تیار نہیں تھا۔ آنے والے لمحوں کا خوف کسی آکاس بیل کی طرح سب کو جکڑنے کے لیے تیار تھا۔ شہزاد ٹہلتی ہوئی لاؤنج کی طرف نکل آئی، کاؤچ پر نیم دراز ٹینا بیگم کسی سے فون پر بات کر رہی تھیں۔ ان کے چہرے پر پھیلی پریشانی کو اس نے دُور ہی سے بھانپ لیا تھا۔ وہ جلدی سے سیڑھیاں اتر کر نیچے آئی، ٹینا بیگم نے اسے دیکھ کر فون بند کر دیا۔

"کیا ہوا ماما۔۔؟" شہزاد کو ان کی آنکھیں گیلی ہوتی محسوس ہوئیں۔

"محمود احمد تو زخمی شیر کی طرح پورے شہر میں دندناتا پھر رہا ہے اور کسی کی بات سننے کو تیار نہیں۔۔۔"

http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com

"ظاہر ہے مام، ان کے ینگ بیٹے کی اچانک ڈیتھ ہوئی ہے، اور یہ بڑا نیچرل ساری ایکشن ہے۔" شہزاد خاصی حقیقت پسند تھی، اپنی رائے کا اظہار وہ بڑے مضبوط اور ہموار انداز میں کرتی تھی۔

"میں مانتی ہوں، لیکن یہ ایک حادثہ تھا، اور وہ یہ بات ماننے کو تیار ہی نہیں۔" انہوں نے اسی بگڑے بگڑے انداز میں کہا۔

"ہمیں کورٹ میں یہ بات ثابت کرنا ہوگی۔۔" وہ سنجیدگی سے گویا ہوئی۔

"اس بے وقوف لڑکی نے تو اچھی خاصی آزمائش میں ڈال دیا ہے۔۔۔" ٹینا بیگم ٹھیک ٹھاک آزردہ تھیں۔

"ہمیں کنزہ کے فادر سے بات کرنی چاہیے۔۔۔" شہزاد نے محتاط انداز میں کہا۔

"تمہارا کیا خیال ہے وہ ہماری بات سنے گا، اسی کی کمینگی کی وجہ سے سارا الزام میری بیٹی پر آ رہا ہے، ایک نمبر کا خبیث انسان ہے وہ۔" انہوں نے غصے میں ایک گھٹیا قسم کی گالی دی۔

"ہمیں کنوینس کرنا چاہیے انہیں، اس طرح تو رومی بُری طرح سے پھنس جائے گی۔" شہزاد کی بات پر وہ تلخ انداز میں مسکرائیں۔

"تمہارا کیا خیال ہے وہ الو کا پٹھا مان جائے گا، جبکہ اسے پتا بھی ہے کہ گاڑی اسی کی بیٹی ڈرائیو کر رہی تھی۔"

"لیکن وہ اتنا بڑا کیسے جھوٹ بول سکتے ہیں۔۔۔؟" وہ تنک کر گویا ہوئی۔

"جھوٹ بولنے کے لیے کون سا ہل جوتنے پڑتے ہیں اس نے تو پولیس کی نفری تک تو چند گھنٹوں میں اپنے ساتھ ملا لیا ہے۔ پتا نہیں کیا بنے گا اس کیس کا، سچ پوچھو تو مجھے سخت ٹینشن ہو رہی ہے۔" شہزاد کو ان سے بے تحاشا ہمدردی محسوس ہوئی۔ اسے پہلی دفعہ احساس ہوا، وہ رومیصہ کے معاملے میں کتنی فکر مند تھیں۔

"آپ نے کسی سے بات کی۔۔۔؟" شہزاد چاہتے ہوئے بھی سیف الرحمن کا نام اپنے لبوں پر نہیں لا سکی۔

"ہاں۔۔۔" انہوں نے تھکے تھکے انداز سے اپنے بالوں کا گول مول سا جوڑا بنایا۔

"پھر۔۔۔؟" شہزار نے سوالیہ نگاہوں سے انکی طرف دیکھا۔

"لیکن جسٹس محمود کے ہاتھ بھی چھوٹے نہیں ہیں۔ مجھے تو ڈر ہے رومی کی ضمانت بھی کینسل نہ ہو جائے۔"

http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com

"بی ریلکس، انشاء اللہ ایسا نہیں ہو گا، آپ جائیں اور تھوڑا ریسٹ کریں، اس معاملے کو صبح دیکھتے ہیں۔" شہر زاد نے نرمی سے ماں کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر دلاسا دیا، وہ بھی شاید ذہنی طور پر بُری طرح سے تھک چکیں تھیں۔ اس لیے اسکی بات مان کر اپنے بیڈ روم کی طرف چلی گئیں۔ کچھ دیر وہ یونہی لائونج میں ٹہلتی رہی۔ اس کے اپنے اعصاب بُری طرح تھک چکے تھے۔ وہ اس کیس کے تمام پہلوئوں پر غور و فکر کر چکی تھی۔ کہیں سے بھی نکلنے کا کوئی راستہ نظر نہیں آ رہا تھا۔ وہ کائوچ پر لیٹ گئی، دماغ میں لامتناہی سوچوں کا ہجوم تھا۔ اچانک سیل فون کی گھنٹی کے ساتھ ہی اسکا دل بھی بے ہنگم انداز میں دھڑکا۔ "ہم زاد" کالنگ کے الفاظ کم از کم اس وقت بُرے نہیں لگے تھے اسے۔

"کیسی ہیں آپ۔۔۔؟" وہ اپنے مخصوص بھاری مگر اپنائیت سے بھرپور لہجے میں اس سے پوچھ رہا تھا۔

"ٹھیک ہوں۔۔" اس نے ایک لمبا سانس کھینچ کر کہا۔

"آپ کو اگر پتا چل جائے کہ آپ جھوٹ بولتے ہوئے کتنی ہونق لگتی ہیں، تو یقین مانیں، آپ زندگی میں کبھی ایسی کوشش نہ کریں۔" اسکے ہلکے پھلکے انداز پر شہر زاد کے ہونٹوں پر ایک مبہم سی مسکراہٹ ابھری۔

"چلیں، آئندہ کوشش کروں گی کہ ایسا نہ کروں۔۔۔" اس نے بھی فوراً ہی ہتھیار ڈال دیے، ویسے بھی وہ اس وقت بحث کرنے کے موڈ میں نہیں تھی۔

"اس گاڑی والے کو ٹکر تو بہت زور سے ماری تھی آپ نے۔" اسکی اگلی بات پر شہر زاد کو کرنٹ لگا، اور وہ فوراً اٹھ کر بیٹھ گئی۔

"آپکی گاڑی تھی کیا وہ۔۔؟"

"ہماری ایسی خوش قسمتی کہاں۔۔۔" وہ اپنے مخصوص انداز میں ہنسا۔

"اسکا مطلب ہے کہ آپ بھی وہیں کہیں آس پاس تھے۔۔۔" اس نے فوراً اندازہ لگایا۔

"ہم زاد تو ہمیشہ انسان کے ساتھ ہوتا ہے۔۔" اسکا معنی خیز انداز شہر زاد کو ہلکی سی کوفت میں مبتلا کر گیا۔ "آپ ہیں کون آخر۔؟"

"اس بات کو کبھی فارغ ہو کر ڈسکس کریں گے یہ بتائیں رومیصہ والے پرابلم کا کیا بنا۔؟" اسکی اگلی بات پر اسے پھر شاک لگا۔

"آپکو کس نے بتایا۔۔؟" اس کے منہ سے پھسلا۔

http://paksociety.com

"آپ نے شاید ٹی وی نہیں دیکھا، جسٹس محمود کی فیملی سارے چینلز پر یہی تو رونا رو رہی تھی۔" اسکی اطلاع شہزاد کو دہلا گئی۔

"کیا کہہ رہے تھے وہ لوگ۔۔۔؟" اس نے ہلکا سا جھجک کر پوچھا۔

"اپنے دنیا جہاں کے کرپٹ بیٹے کی موت کو کیش کروانے کے علاوہ اور کیا کر سکتے ہیں وہ۔" ہمزاد کے منہ سے نکلنے والی اگلی بات پر وہ بُری طرح چونکی۔

"آپ جانتے ہیں روحیل محمود کو۔۔۔؟"

"کون نہیں جانتا۔۔۔؟" وہ طنزیہ انداز میں گویا ہوا۔

"بہت نیگٹو ریپوٹیشن تھی اس کی اپنے سوشل سرکل میں، ایک نمبر کا ڈرنکر، جوئے باز، فلرٹ، اور اپنے باپ کے سورسز کا منفی استعمال کرتا تھا، ساری دنیا جانتی ہے یہ بات۔۔۔" وہ شہزاد کی معلومات میں اضافہ کرتے ہوئے اسے مزید پریشان کر گیا۔

"لیکن، رومی نے اسکا مرڈر نہیں کیا، وہ ایک حادثاتی موت تھی۔۔۔" اس نے ہلکا سا جھجک کر اپنی بہن کی صفائی دی۔

"میں جانتا ہوں۔۔۔" اسکے منہ سے نکلنے والے یہ الفاظ شہزاد کے اندر توانائی کا ایک جہان بھر گئے۔

"لیکن دنیا نہیں جانتی۔۔" وہ مایوسی سے گویا ہوئی۔

"تو یہ ثابت کرنا تو آپ کے بائیں ہاتھ کا کام ہونا چاہیے، رومیصہ سہگل، بیرسٹر شہزاد کی چھوٹی بہن ہے، کسی عام لڑکی کی نہیں۔" وہ اسے شہہ دینے والے انداز میں بولا تھا۔

"مطلب۔۔۔؟" وہ سمجھ تو گئی تھی لیکن پھر بھی انجان بن گئی۔

"یہ کیس تو آپ کے کیئریر کا اسٹارٹ ہے، آ جائیں میدان میں، بہت سی چیزیں مل جائیں گی۔۔۔" وہ اسے ایک نئی راہ سجھا رہا تھا۔

"لیکن، میں نے ابھی لائسنس کے لیے اپلائی نہیں کیا۔"

"کیا مشکل ہے، اپنے ڈاکومنٹس اسکین کر کے بھیجیں مجھے، ایک ہفتے میں مل جائے گا۔" وہ ہنسا۔

"لیکن اسکا تو ایک باقاعدہ پروسیجر ہوتا ہے، ایک مہینے کا ٹائم لگتا ہے شاید۔"

http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com
پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"جب پاکستان میں، ایک بندہ اپنے سورسز استعمال کر کے ایک اہم کیس میں سے اپنی بیٹی کا نام نکلوا سکتا ہے تو شہزاد سہگل اپنا ایک لائسنس کیوں نہیں بنوا سکتی، جبکہ اس سے کسی کو کوئی نقصان بھی نہیں پہنچے گا۔" شہزاد کو پہلی دفعہ اندازہ ہوا کہ اسکی معلومات بالکل پکی اور ہوم ورک مکمل تھا۔

"ٹھیک کہہ رہے ہیں آپ، صبح مام سے بات کروں گی۔" وہ کافی حد تک متفق ہو گئی تھی۔

"میری آفر صبح تک بر قرار ہے۔۔" وہ خوشدلی سے مسکرایا۔

"پہلے، اپنے سیل فون سے بات کرنے کا حوصلہ تو پیدا کر لیں، پھر آفرز بھی دے دیجئے گا۔" شہزاد کے اس طنز پر وہ ہنسا۔

"اگر اپنے نمبر سے بات کرنے سے آپکو خوشی ہو سکتی ہے تو نیکسٹ کال اسی سے کر لیں گے۔۔"

"اس کا مطلب ہے نیکسٹ کال کبھی نہیں آئے گی۔۔۔" شہزاد کے جوابی حملے پر اس کے حلق سے نکلنے والا قہقہ بڑا جاندار تھا۔

"ہم زاد، سب کچھ ہو سکتا ہے لیکن بزدل نہیں۔۔۔" وہ بڑے مزے سے بولا۔

"چلیں اگلی کال بتا دے گی۔۔۔" شہزاد نے مسکراتے ہوئے کال ڈسکنکٹ کر دی، وہ اسے جو نئی امید دلا چکا تھا، اسے آج رات اس پر تفصیل سے سوچنا تھا۔ کم از کم اسے یہ مشورہ خاصا معقول اور مناسب لگا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"ہادی یار، اچھا نہیں کیا تم نے اس گینگ کے ساتھ۔۔۔"

سعد رات کے اس وقت محمد ہادی کے ساتھ مال روڈ پر مٹر گشت کر رہا تھا، دونوں کے ہاتھوں میں کشمیری چائے کے ڈسپوزیبل کپ تھے۔ ہادی اسے اپنی صبح کی کاروائی بتا چکا تھا جو سعد کو بالکل اچھی نہیں لگی تھی۔

"تمہیں کس چیز کا غم ستا رہا ہے۔۔؟" ہادی نے ہلکے پھلکے انداز میں اسے چھیڑا۔

"اچھی خاصی زندگی رنگین بنی ہوئی تھی، نسوانی ہنسی کی آوازیں، جیسے کلیساؤں میں گھنٹیاں بج رہی ہوں۔ دل کو چھو لینے والی شرارتیں جس سے کم از کم مجھے تو زندگی حسین لگنے لگی تھی۔" سعد چلتے چلتے رکا اور ٹھنڈی آہ بھر کر بولا۔

http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com

http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام پر موجود آل ٹائم بیسٹ سیلرز:-

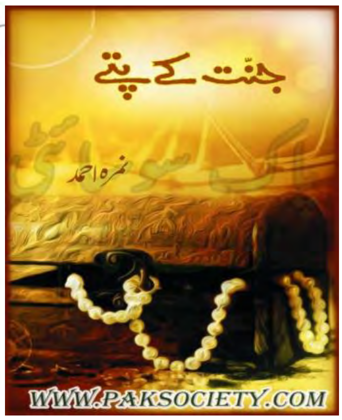

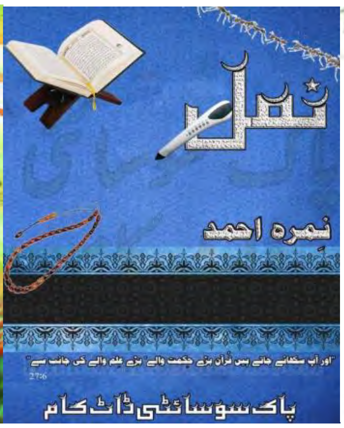

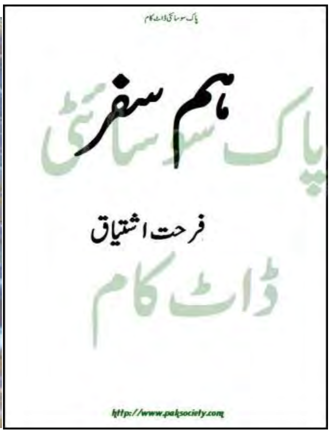

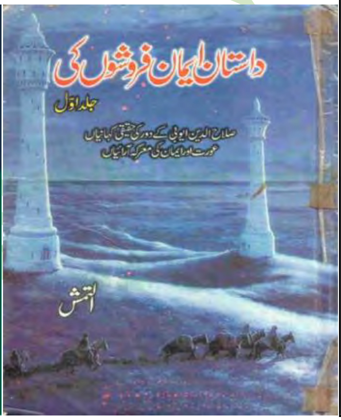

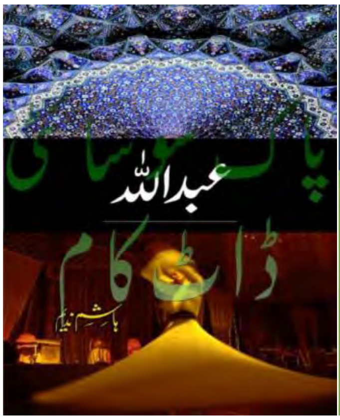

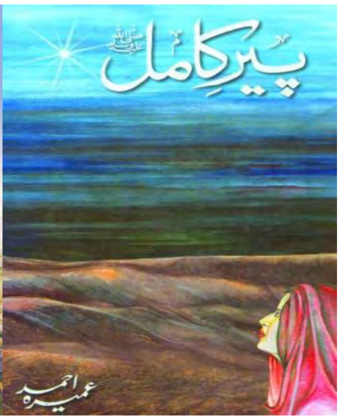

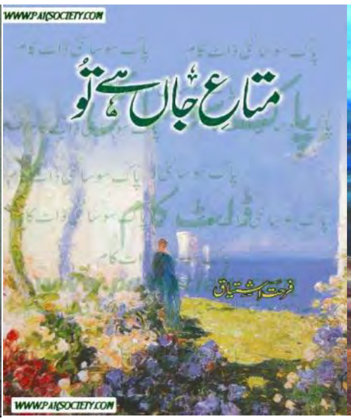

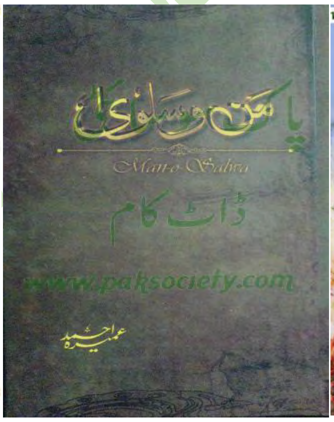

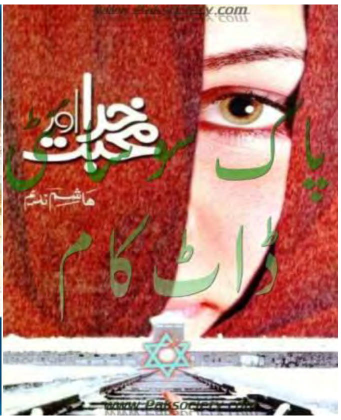

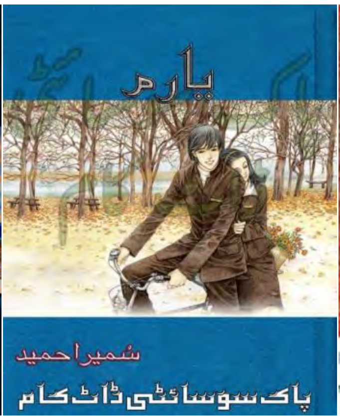

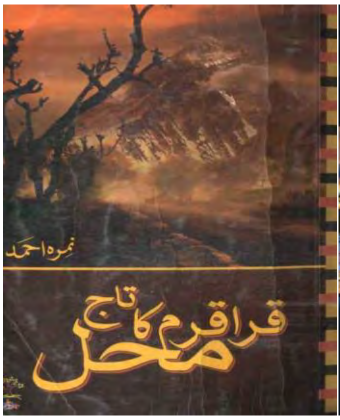

http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com

"تو تمہارا کیا خیال ہے، اتنی سی شکایت پر باز آجائیں گی وہ۔۔۔" ہادی استہزائیہ انداز میں گویا ہوا۔

"تم نہیں جانتے ہو میر ہائوس کے مرد کتنے کھڑوس ہیں سوائے ارسل کو چھوڑ کر، اس میں پھر بھی کچھ انسانیت نظر آتی ہے مجھے۔" سعد کی معلومات پر اسے حیرانگی ہوئی۔

"تم نے تو لگتا ہے میر ہائوس کے مردوں پر تھیسس لکھ رہا ہے۔" ہادی ایک دفعہ پھر چلنے لگا، مال روڈ پر رات کے اس وقت بھی خاصا رش تھا، باربی کیو، آئس کریم، کافی اور فرنچ فرائز کی دکانوں پر لوگوں کا ایک ہجوم تھا۔

"تمہاری اس شکایت پر ان بیچاریوں پر اچھا خاصا بین لگ چکا ہو گا اور کیا پتا گھر میں نظر بندی کے احکامات بھی آ گئے ہوں، تبھی تو شام میں اتنی ویرانی تھی لان میں۔" سعد نے منہ بنا کر چائے کا خالی کپ ڈسٹ بن میں ڈالا۔

"مبارک ہو، ایسا کچھ نہیں ہوا۔" ہادی کی طنزیہ مسکراہٹ پر اس نے الجھ کر اسکی طرف دیکھا۔

"تینوں محترمائیں، ایک جلوس کی شکل میں آ رہیں ہیں سامنے سے۔ یہ شکلیں تمہیں لگتی ہیں گھر میں ٹک کر بیٹھنے والی۔" ہادی کی بات پر اس نے بے تابی سے سامنے دیکھا، وہ واقعی ارسل کے ساتھ ہنستی مسکراتی ادھر ہی آ رہیں تھیں اور ہاتھوں میں بڑے بڑے آئس کریم کے کپ پکڑ رکھے تھے، ارسل کی بھی ان پر نظر پڑ گئی تھی اور اس نے سعد کو دیکھ کر خوشدلی سے ہاتھ ہلایا۔

"کیسے ہو سعد۔۔۔؟" ارسل نے آگے بڑھ کر بڑی گرم جوشی سے ہاتھ ملایا تھا جبکہ ان تینوں کے چہروں پر بڑی واضح بیزاری پھیلی تھی۔

"فائن، آجکل نظر نہیں آ رہے جو گنگ پر۔۔" سعد ایک دم باچھیں پھیلا کر بولا۔ ارسل کا والہانہ انداز اسے بتانے کے لیے کافی تھا کہ ہادی کی شکایت کے اثرات اس تک نہیں پہنچے۔

"آجکل ایگزامز کی وجہ سے اسلام آباد والے گھر میں ہوں۔" اس نے مسکرا کر وضاحت کی۔

"اس سے ملو، یہ میرا بیسٹ فرینڈ ہے ہادی، فاریسٹ آفیسر کے طور پو جوائننگ دی ہے اس نے میرے ہی آفس میں۔" سعد نے جھٹ سے تعارف کی رسم نبھائی، ارسل بڑی خوشدلی سے ہادی سے ملا تھا۔

"تم لوگ چلو، میں آرہا ہوں۔۔۔" اس نے پیچھے مڑ کر ایک سائیڈ پر کھڑی درشہوار، طوبیٰ اور نمیرہ سے کہا، جو اسکی بات مان کر فورا ہی چل پڑیں تھیں لیکن جاتے جاتے درشہوار، ہادی کو گھورنا نہیں بھولی تھی۔

"آئیں ناں، کہیں بیٹھ کر کافی پیتے ہیں۔۔" ارسل نے آفر کی۔

"میرا خیال ہے یہ مناسب نہیں ہے، آپ خواتین کو چھوڑ آئیں گھر، پھر کسی دن بیٹھتے ہیں کہیں۔" ہادی کا مہذب انداز ارسل کو اچھا لگا تھا، تبھی تو وہ جلدی سے اختتامی کلمات کہہ کر ان تینوں کے پیچھے چل پڑا۔

"تمہیں کیا تکلیف تھے، بیٹھنے دیتے، بندے کے تعلقات بڑھتے ہیں۔" اسکے جاتے ہی سعد اس پر برس پڑا۔

"یار اچھا تھوڑی لگتا ہے رات کے اس وقت خواتین اکیلے جائیں اپنے گھر۔۔" ہادی کی بات پر سعد نے مشکوک نظروں سے اسکی طرف دیکھا۔

"ویسے تم ان کی شرارتوں پر شکایتیں لگانے پہنچ جاتے ہو، اب بڑی پریشانی ہو رہی ہے تمہیں۔"

"وہ الگ بات ہے لیکن یوں آدھی رات کو گھر کی عورتوں کو اکیلے بجھوانا کہاں کی عقلمندی ہے، کم از کم میں تو ایسا نہیں کر سکتا، تمہارے بارے میں کچھ کہہ نہیں سکتا۔۔۔" وہ بے نیازی سے اسے چھیڑتا ہوا آگے بڑھ گیا۔

"بہت ہی عجیب انسان ہو تم۔۔۔" سعد تیز تیز چلتا ہوا اسکے برابر آن پہنچا۔

"کہہ سکتے ہو۔۔۔" اس نے لاپرواہی سے کندھے اچکائے۔

"کبھی محبت کی ہے کسی سے۔۔۔" سعد نے سردی کی شدت کو کم کرنے کے لیے ہاتھ رگڑے۔ ہادی چلتے چلتے رکا اور حیرانگی سے اسے یوں دیکھا، جیسے اسکی خرابی دماغ کا یقین آ گیا ہو۔

"نہیں۔۔۔" اس نے نظریں چرا کر جواب دیا اور تیز تیز چلنے لگا، جیسے اس موضوع پر مزید بات نہ کرنا چاہتا ہو۔ وہ دونوں مال روڈ کی خاک چھان کر دو گھنٹے کے بعد گھر پہنچے تو رات کا ڈیڑھ بج رہا تھا۔ انہوں نے جیسے ہی داخلی دروازے کو کھولنے کے لیے ہاتھ بڑھایا سامنے لگا پرچہ ان کا منہ چڑا رہا تھا۔

"یہ کیا ہے۔۔۔؟" سعد نے حیرانگی سے ہادی کی طرف دیکھا، جو آگے بڑھ کر اس پر لکھی تحریر پڑھنے کی کوشش کر رہا تھا۔

"شاید کوئی حدیث ہے۔۔۔"ہادی نے کاغذ پر نظریں دوڑائیں۔

"کیسی حدیث۔۔۔؟"سعد حیران ہوا۔

"رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، چغل خور جنت میں داخل نہیں ہو گا۔"(بخاری، مسلم) اُس نے مسکراتے ہوئے بلند آواز میں پڑھتے ہوئے وہ پرچہ دروازے سے اتارا جو کہ ٹیپ سے چپکایا گیا تھا۔

"اس کا مطلب۔۔۔؟"سعد نے الجھن بھرے انداز میں اسکی طرف دیکھا، وہ یہ بات سمجھنے سے قاصر تھا۔

"مطلب یہ ہے کہ شکایت لگانا بھی چغل خوری کے زمرے میں آتا ہے۔"ہادی کی وضاحت پر سعد کو ساری بات سمجھ میں آگئی، وہ قہقہ لگا کر ہنسا۔

"میں نے کہا تھا ناں یہ گینگ کبھی باز نہیں آئے گا۔۔۔"ہادی منہ بناتے ہوئے لائونج میں داخل ہوا۔

"ویسے کہا تو بالکل ٹھیک ہے ان بیچاریوں نے، چغل خور جنت میں نہیں جائے گا۔۔۔"سعد نے جھٹ سے ان کی سائیڈ لی۔

"کسی دن یہ بیچاریاں ایسا سبق سکھائیں گی تمہیں، لگ پتا جائے گا۔۔۔"ہادی کے منہ بنانے پر وہ مسکرایا۔

"اچھا اب اپنا دل مت جلائو، جا کر سو جائو، پہلے ہی رات بہت ہو گئی ہے۔ سب بخیر۔۔۔"سعد مسکراتے ہوئے اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

انابیہ کی زندگی عجیب دوراہے پر آن کھڑی ہوئی تھی۔۔۔اسے اپنی زندگی میں دو مردوں سے بے تحاشا محبت تھی اور اسکی بد قسمتی تھی کہ اسے دونوں کی ہی چاہت اور توجہ حاصل نہیں ہو پائی، پہلا مرد اس کا باپ میر خاقان علی تھا جس نے ساری زندگی اپنی پہلی بیوی اور دونوں بیٹیوں کو اپنی توجہ کے قابل نہیں سمجھا، انکی دلچسپیاں ہمیشہ گھر سے باہر ہی رہیں تھیں، ندرت بیگم سے دوسری شادی کرنے کے بعد بھی ان کے مزاج میں کوئی خاص تبدیلی نہیں آئی۔ دوسرا شخص اسکا تایازاد کزن برہان محتشم تھا، جس کی محبت اسکے ساتھ ہی پل کر جوان ہوئی تھی، لیکن اسے برہان کی طرف سے ہمیشہ بے رخی کا تحفہ ہی ملا تھا۔ اسکی بے تحاشا چاہت بھی برہان کو اپنی طرف متوجہ نہیں کر سکی۔

http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com

"شاید تمہیں اس بات کا احساس ہی نہیں، کوئی چوبیس گھنٹوں میں، چوبیس ہزار دفعہ تمہارا نام محبت کی تسبیح کے دانوں پر پڑھتا ہے تمہاری ایک نظر اسکے اندر سرشاری کا ایک جہان بھر دیتی ہے، اسکی آنکھوں میں امیدوں کے جگنوئوں کے قافلے آن کر بیٹھ جاتے ہیں۔ تمہاری بے رخی میں لپٹی ایک نظر کسی کو ان دیکھی دلدل میں دھنسا کر اس کی زندگی کو بد صورت بنا دیتی ہے۔ کاش تم جان سکو، محبت کے سفر میں اکیلا ہونے کا احساس دنیا کے ہر احساس سے زیادہ جان لیوا ہوتا ہے لیکن شاید تم اس بات کو کبھی نہ جان سکو۔۔۔"

انابیہ نے ایک لمبا سانس بھر کر اپنی ڈائری بند کر دی۔ محبت کے سفر میں یہ ڈائری اسکی بہترین دوست تھی، اسکے سینے میں اس کی ساری خوشیاں اور سارے دکھ سموئے ہوئے تھے۔ وہ بڑی اعلیٰ ظرفی کے ساتھ اسکے سارے کمزور لمحوں میں بیان کی گئی سچائیوں کو اپنے اندر دفن کیے ہوئے تھی۔

"بھائی کو بلیو کلر بہت اچھا لگتا ہے۔۔۔" در شہوار کے منہ سے نکلنے والے اس جملے کے بعد انابیہ کی واڈروب نیلے رنگ سے بھر گئی تھی

"خدا کا خوف کرو بیا، کبھی کبھی تو تمہیں دیکھ کر میرا دل کرتا ہے ایک گانا زور زور سے گائوں۔" ایک دن طوبیٰ غصّے سے واڈروب بند کر کے اسکے بالکل عین سامنے آن کھڑی ہوئی۔

"کون سا۔۔۔؟" اس نے سوالیہ نگاہوں سے اسکی طرف دیکھا۔

"میں نیل کرائیاں نیلکاں، میرا تن من نیلو نیل۔۔۔" طوبیٰ کے ایک دم جل کر بولنے پر وہ بے ساختہ قہقہ لگا کر ہنسی تھی۔

"جب تمہیں محبت ہو گی تو پھر پوچھوں گی۔۔۔" اس نے ہاتھ میں پکڑی "عشق کا عین" کتاب بند کرتے ہوئے اسے چھیڑا۔

"اللہ بچائے ایسی محبت سے۔۔۔۔" اس نے شرارت سے کانوں کو ہاتھ لگایا، جلدی سے انابیہ کا سوٹ نکالا اور واش روم کی طرف بڑھی۔

"یہ میرا سوٹ کس خوشی میں پہن رہی ہو۔۔" اس نے منہ بنا کر پوچھا۔

"ویسے ہی، میرا ابھی دل کر رہا تھا آج نیلو نیل ہونے کو۔۔" وہ شرارتی انداز میں گویا ہوئی۔ انابیہ ماضی کی خوشگوار یادوں کو جھٹک کر کھڑی ہوئی۔ رات کا ڈیڑھ بج رہا تھا اور طوبیٰ کیمسٹری کی کتاب منہ پر رکھے گہری نیند سوئی ہوئی تھی، کمپارٹ آنے کے بعد وہ اور در شہوار اکثر ہی رٹے لگانے میں مگن نظر آتی تھیں۔ انابیہ کو اچانک یاد آیا، دوپہر میں اسکی ایک فرینڈ نے بڑے محتاط انداز میں

http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com
پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

اسے آج کا نیوز پیپر دیکھنے کی تلقین کی تھی۔ اس سوچ کے آتے ہی وہ بے چین ہو گئی اور دبے قدموں کے ساتھ سیڑھیاں اتر کر ہال کمرے میں آ گئی۔ سامنے لکڑی کے بنے ریک میں صبح کے اخبارات ایک ترتیب سے رکھے ہوئے تھے۔ اس نے ایک نیوز پیپر بڑی احتیاط سے نکالا اور سنگل صوفے پر بیٹھ گئی۔ سامنے کے صفحات میں اسے کوئی خاص خبر نظر نہیں آئی تھی، اس نے درمیان کے صفحات پر سرسری نگاہ ڈال کر جیسے ہی اسے پلٹا۔ اسکا دل دھک کر کے رہ گیا آنکھوں کے گرد جالا سا بن گیا۔ پتھرائی ہوئی آنکھوں سے وہ اس خبر کو پڑھنے لگی۔

"کیوں کرتے ہیں آپ ایسا۔؟" انابیہ آنسوئوں سے لبریز آنکھوں کے ساتھ اس اخبار میں چھپنے والی اپنے والد میر خاقان علی کی تصویر کو دیکھنے لگی، جس میں وہ بڑے بے تکلفانہ انداز سے ایک ابھرتی ہوئی گلوکارہ کے ساتھ کسی فنکشن میں بیٹھے تھے۔

وہ بہت سالوں سے ان کی اس قسم کی دلچسپیوں کے بارے میں سنتی آرہی تھی لیکن اس کے باوجود اسے ہر دفعہ پہلے سے بڑھ کر ہی تکلیف ہوتی۔ میر خاقان علی

حکومت میں ہوں یا نہ ہوں لیکن ان کی چھوٹی سے چھوٹی خبر بھی میڈیا میں خاصی ہائی لائٹ کی جاتی تھی۔ انہیں خبروں میں رہنے کا فن آتا تھا۔ اس عمر میں بھی ڈیشنگ پرسنالٹی کے حامل تھے، باقاعدگی سے جم جانے ایکسر سائز کرنے کی وجہ سے وہ اپنی عمر سے کئی سال چھوٹے ہی لگتے۔ انہیں اچھی ڈریسنگ کا کریز تھا، انکی واڈروب برینڈڈ کپڑوں سے لدی ہوئی تھی۔ دراز قد، متناسب جسم اور کنپٹیوں پر ہلکی ہلکی سفیدی کے ساتھ ساتھ ان کے بولنے کا انداز اتنا دلکش تھا کہ کوئی بھی ان سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا تھا۔

اخبار کی اس خبر میں میر خاقان کے سابقہ اسکینڈلز کو بھی کافی ہائی لائٹ کیا گیا تھا۔ انابیہ کا دل دکھ کے گہرے احساس سے بھر گیا، اسے پہلی دفعہ اپنی والدہ شارقہ بیگم اور ندرت امّی کی لاعلمی پر رشک آیا۔ وہ دونوں ہی زیادہ سوشل نہیں تھیں اور سونے پہ سہاگہ انہیں ٹی وی اور پرنٹ میڈیا سے بھی کوئی خاص دلچسپی نہیں تھی۔ اسی وجہ سے یہ خبر ابھی تک ان کی سماعتوں تک نہیں پہنچی تھی۔

"میری ایج فیلو تو ہوگی یہ لڑکی۔۔" انابیہ دل ہی دل میں اس گلوکارہ کی عمر کا تعین کرنے میں مگن تھی، اسے پتا ہی نہیں چلا، کب دروازہ کھول کر برہان اندر داخل ہوئے اور انہوں نے اپنا لیپ ٹاپ کا بیگ میز پر رکھتے ہوئے وال کلاک پر ٹائم دیکھا۔

http://paksociety.com

"یہ نیوز پیپر پڑھنے کا کون سا ٹائم ہے۔؟" انکے طنزیہ انداز پر وہ بوکھلا کر کھڑی ہوئی اور گود میں رکھا اخبار اچھل کر برہان کے قدموں میں جا گرا۔ برہان کی نظر میر خاقان کی تصویر پر پڑی اور انہوں نے فوراً عجلت بھرے انداز میں اخبار اٹھایا۔

"ویسے ہی دیکھ رہی تھی۔۔۔" انابیہ نے بڑی مہارت سے اپنے آنسوؤں اندر دھکیلے۔ برہان نے تاسف بھرے انداز میں اس خبر کو پڑھتے ہوئے دوسری نظر انابیہ پر ڈالی وہ سر جھکائے اپنے جوتے کی نوک سے کارپٹ کو رگڑتے ہوئے انہیں ذہنی طور پر بہت ڈسٹرب لگی اور یہ بالکل فطری بات تھی۔ کسی بھی بیٹی کے لیے اپنے والد کے رنگین معاشقے کی خبر کو ہضم کرنا اتنا آسان نہیں تھا۔

"جن چیزوں کو ہم بدل نہیں سکتے، ان کے ساتھ سمجھوتہ کرنے میں ہی عافیت ہوتی ہے۔" انہوں نے ہاتھ میں پکڑا نیوز پیپر میز پر رکھتے ہوئے قدرے نرمی سے کہا، انابیہ کو جھٹکا لگا، وہ ان سے اس انداز کی توقع ذرا کم ہی رکھتی تھی۔ اس نے سر اٹھا کر انکی طرف دیکھا، وہ ہمدردانہ نگاہوں سے اسکی طرف دیکھ رہے تھے۔ انابیہ کے دل کی دھڑکنیں بے ربط ہوئیں۔ اپنے والد کے حوالے سے پہنچنے والی آدھی تکلیف تو برہان کے نرم لہجے نے ہی کم کر دی تھی۔

"سمجھوتہ کرنے کے لیے بھی تو پہاڑ جتنا حوصلہ چاہیے۔۔۔" اس کے منہ سے بلا ارادہ ہی پھسلا۔

"میرا نہیں خیال، پہاڑوں پر رہنے والی کوئی لڑکی کم ہمت یا کم حوصلہ ہو سکتی ہے۔" انکی اگلی بات نے انابیہ کو ایک دم ہی آسمان پر پہنچایا۔

"میں اتنی بھی بہادر نہیں ہوں، جتنا آپ سمجھتے ہیں۔۔۔" انکی اپنے اوپر جمی نظروں کی تاب نہ لا کر اس نے سر جھکا دیا اور محبوب کے سامنے سر جھکانے میں کتنا لطف آتا ہے وہ ابھی ڈھنگ سے اس محظوظ ہو بھی نہ پائی تھی کہ برہان کے سیل فون کی گھنٹی نے سارا مزا کرکرا کر دیا۔

"ہیلو۔۔۔" انہوں نے بڑے محتاط انداز میں کال اٹینڈ کی۔

"السلام علیکم، کیسے ہیں آپ۔۔؟" رات کے سناٹے میں سیل فون کے تیز والیوم کی وجہ سے باہر آنے والی کھنکتی آواز نے انابیہ کے کان کھڑے کر دیئے۔ اس نے برہان کے چہرے پر پھیلی بے ساختہ مسکراہٹ سے بمشکل نظریں چرائیں۔

"فائن، کیسی ہیں آپ۔؟ واپسی ہو گئی آپ کی۔۔؟" وہ لیپ ٹاپ اٹھا کر اپنے کمرے کی طرف بڑھے، ساتھ ہی وہ انابیہ کے دل کا سارا سکون بھی اپنے ساتھ چرا کر لے گئے۔ انابیہ نے بے ساختہ وال کلاک کی طرف دیکھا، رات کے دو بجے آنے والی یہ کال کتنی اہم تھی، اسکا اندازہ اسے برہان کے چہرے پر پھیلی جگمگاہٹ سے ہو گیا تھا اور دل کی اس ویرانی میں اندیشوں کے کئی ناگ نہ جانے کن کونے کھدروں سے نکل کر سامنے آ گئے۔ انابیہ کے وجود پر ایک مکمل سناٹا چھا گیا تھا۔ وہ کچھ دیر پہلے میر خاقان کے حوالے سے چھپنے والی اس تلخ خبر کو بھول کر اب اس انجان کھنکتی آواز کے زہریلے پن کو اپنے اندر اترتا ہوا محسوس کر رہی تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

دور تا حد نگاہ کسی ذی روح کا نام و نشان نہیں تھا، جنگل کی اس رات پر دل دہلا دینے والا سناٹا اور تاریکی چھائی ہوئی تھی۔ دور آسمانوں پر چاند کی مدھم روشنی درختوں کے پتوں سے چھن چھن کر زمین پر عجیب و غریب سے نقش و نگار بنا رہی تھی۔۔ وہ جنگل میں راستہ بھول چکی تھی اور اس وقت خوفزدہ انداز میں دائیں بائیں گھوم رہی تھی۔ اسے یوں لگا جیسے کوئی ہیولہ اسکے تعاقب میں ہو اور ذہن میں اس سوچ کے ابھرتے ہی ریڑھ کی ہڈی میں خوف سرائیت کرنے لگا۔

"مجھے یہاں سے بھاگنا چاہیے۔۔۔" اس سوچ کے آتے ہی وہ ننگے پاؤں اندھا دھند بھاگنے لگی۔ اسی وقت ویران جنگل میں ایک الو کی کریہہ چیخ کی آواز سن کر اسکے سارے وجود میں سنسناہٹ پھیل گئی۔ اسے لگا جیسے اسکا دل پسلیاں توڑ کر سینے سے باہر نکل آئے گا۔ اسکا گلا خشک ہو گیا اور پیٹ میں اینٹھن ہونے لگی۔ اسی وقت درختوں کے جھنڈ سے ایک بڑے پرندے کے پروں کی پھڑ پھڑاہٹ پر اس نے بوکھلا کر مڑ کر دیکھا، وہ ایک موٹا تازہ کریہہ شکل کا الّو تھا جو بجلی کی سی تیزی سے اسکی طرف بڑھ رہا تھا۔ اسکی اوپر کی سانسیں اوپر اور نیچے کی نیچے رہ گئیں۔ فضائوں میں عجیب سا شور بلند ہوا اور اسے لگا جیسے اسکے کانوں کے پردے پھٹ جائیں گے، وہ اپنی جان بچانے کے لیے پاگلوں کی طرح بھاگی۔

"رک جائو۔۔۔" اس خوفناک آواز کے تعاقب میں اس نے بے اختیار اوپر کی طرف دیکھا، جنگل میں موجود درختوں کی شاخوں سے کئی رنگ برنگی کھوپڑیاں لٹک رہیں تھیں۔ یہ آواز انہی میں سے کسی ایک کی تھی۔

"کون ہو تم۔۔۔؟" اسکے حلق سے پھنسی پھنسی سی آواز نکلی۔

http://paksociety.com

"روحیل محمود، جسے مار دیا تھا تم نے۔۔۔" کوئی بلند آواز میں دھاڑا تھا۔ اس نے بے ساختہ مڑ کر دیکھا، وہ خوفناک قسم کا پرندہ منظر سے غائب ہو چکا تھا اور اب اسکی جگہ پر روحیل محمود اسکے تعاقب میں تھا، اسکا دل دھک کر کے رہ گیا، سفید رنگ کے کفن میں اسکی زندہ لاش دیوانہ وار اس کے پیچھے بھاگ رہی تھی۔ اسکی گردن باہر نکلی ہوئی تھی اور سر سے تازہ خون ٹپک رہا تھا۔

"بائے گاڈ، میں نے تمہیں نہیں مارا۔۔" وہ بھاگتے بھاگتے ٹھوکر کھا کر بُری طرح گری اور تب تک وہ اسکے سر پر پہنچ چکا تھا۔

"لیکن تمہاری وجہ سے وہ حادثہ ہوا، اب میں تمہیں بھی ویسے ہی ماروں گا۔" اس نے بہت بُرے طریقے سے رومیصہ کو بالوں سے پکڑا اور اسکا سر پٹخ پٹخ کر زمین پر مارنے لگا، رومیصہ کے حلق سے نکلنے والی چیخوں نے "ٹینا ہاؤس" کے در و بام کو دہلا دیا۔ پورے گھر میں بھاگنے دوڑنے کی آوازیں سن کر رومی کی آنکھ کھلی۔

"کک کیا ہوا رومی۔۔۔؟" سب سے پہلے شیری اسکے کمرے کا دروازہ کھول کر بوکھلائے ہوئے انداز میں اندر داخل ہوئی۔ اتنے سرد موسم میں بھی رومی کا سارا جسم پسینے سے شرابور تھا۔ وہ خوفزدہ انداز میں شیری کے ساتھ آ کر لپٹ گئی اور بلند آواز میں رونے لگی۔

"خدا کی قسم میں نے اسے نہیں مارا۔۔" کانپتی ہوئی آواز میں وہ ایک ہی فقرہ دہرائے جا رہی تھی۔

"ٹیک اٹ ایزی، میری جان، کچھ نہیں ہوا۔۔" شیری نے اسے اپنے ساتھ لگا کر دلاسا دینے کی کوشش کی۔ ٹینا بیگم سیاہ رنگ کے نائیٹ ڈریس میں گھبرائی ہوئی اندر داخل ہوئیں، انہوں نے سخت پریشانی سے اندر کا منظر دیکھا، انہیں ایک لمحے میں سمجھ آ گئی تھی کہ رومیصہ خواب میں ڈر گئی ہے اور اسکی چیخوں نے سبھی کو دہلا دیا تھا۔۔

"مام، ٹرسٹ می، میں نے نہیں مارا اسے۔۔" وہ خوفزدہ لہجے میں بولی، ایک آنسو اسکی پلک سے ٹوٹ کر رخسار پر کسی موتی کی طرح ٹھہر گیا۔ ٹینا بیگم نے بے ساختہ نظریں چرائیں۔ ان کا دل تاسف کے گہرے احساس سے بھر گیا۔

"میں جانتی ہوں سویٹ ہارٹ، تم ایسا نہیں کر سکتیں۔" وہ شل ہوتے ہوئے دماغ کو سنبھالتے ہوئے اسے دلاسا دینے لگیں۔ ماں بیٹی کے درمیان پھیلی سرد مہری کی برف بڑی تیزی سے پگھلنے لگی۔ وہ اپنی ماں سے لپٹی بالکل ننھے بچوں کی طرح رو رہی تھی، ٹینا بیگم کی آنکھیں بھی نمکین پانیوں سے بھر گئیں۔

http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com
پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com

"رومی یہ پانی پیو، اور آیت الکرسی پڑھ کر سو جائو۔۔۔"شہزاد خود کو سنبھال چکی تھی۔اس نے گلاس میں پانی ڈال کر اسکی طرف بڑھایا۔

"مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے۔۔۔"اسکا وجود ابھی بھی ہلکا ہلکا کانپ رہا تھا۔

"کچھ نہیں ہو گا، ہم سب تمہارے ساتھ ہیں، کوئی بھی تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔"وہ تسلی دینے کے انداز میں بولی۔

"وہ لوگ مجھے جیل میں ڈال دیں گے۔۔۔"رومیصہ شدید قسم کے خوف میں مبتلا کر چکی تھی۔

"ایسا نہیں ہو گا، رومی، ہم سب لوگ تمہارے ساتھ ہیں۔بی بریو۔۔۔"ٹینا بیگم نے بھی اسے دلاسا دیا۔

"مام، بائے گاڈ، ہم نے اسے نہیں مارا، وہ خود گاڑی سے ٹکرایا تھا، اسکے ہاتھ میں پسٹل بھی تھا، وہ مجھے مارنا چاہتا تھا۔"وہ بے ربط انداز میں اپنی صفائی دینے کی کوشش کر رہی تھی۔

"رومیصہ بس کر دو، سب پتا ہے ہمیں، بس آنکھیں بند کر کے سونے کی کوشش کرو۔"شہزاد نے اسکا کمبل ٹھیک کرتے ہوئے نرمی سے کہا۔

"آپ لوگ چھوڑ کر تو نہیں جائیں گے مجھے۔"وہ ہراساں نگاہوں سے انہیں دیکھتے ہوئے پھر اٹھ کر بیٹھ گئی۔روحیل محمود کی موت نے اسے اندر سے ہلا کر رکھ دیا تھا، وہ آنکھیں بند کرتی تو اسکا خون میں لت پت چہرہ اسکی نظروں کے سامنے آ جاتا۔اس واقعے نے اسے ذہنی طور پر بہت ڈسٹرب کر دیا تھا۔وہ اپنے کمرے میں اکیلے لیٹنے سے ڈرنے لگی تھی۔

"آئی تھنک شیری، ہمیں یہیں سو جانا چاہیے آج۔۔۔"ٹینا بیگم کے سنجیدہ انداز پر اس نے اثبات میں سر ہلایا اور کشن اٹھا کر سامنے صوفے پر لیٹ گئی جبکہ مام نے رومی کا بیڈ شئیر کر لیا تھا۔ان تینوں کی ہی آنکھوں سے نیند غائب ہو چکی تھی۔ جسٹس محمود نام کا جن ان سب کے حواسوں پر سوار تھا۔وہ مشکل رات ان تینوں نے بڑی مشکل ہی سے کاٹی تھی۔ صبح چار بجے کے قریب شہزاد کی آنکھ لگی اور پھر دس بجے جا کر کھلی، روم خالی تھا۔وہ اپنے کمرے میں جا کر فریش ہو کر نیچے آئی تو ملازمہ ڈائننگ روم میں ناشتہ لگا رہی تھی اور وہ دونوں وہیں موجود تھیں۔رات بھر کی بے خوابی، ٹینا بیگم اور رومیصہ کی سرخ آنکھوں اور مضمحل انداز سے ظاہر تھی۔

"ہیلو مام، ہائے رومی۔۔۔"وہ دانستہ مسکراتی ہوئی اندر داخل ہوئی۔

"کیسی ہو۔؟ میں تو ساری رات نہیں سو سکی۔" مام کی تھکی تھکی آواز اس بات کی گواہ تھی کہ وہ بالکل ٹھیک کہہ رہی ہیں۔

"کیوں ٹینشن لیتی ہیں، سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا۔"

"پتا نہیں، کیسے ہو گا۔۔۔" وہ اچھی خاصی مایوس تھیں۔

"میں نے بہت سوچنے کے بعد ایک فیصلہ کیا ہے مام۔۔۔" توس پر جیم لگاتے ہوئے وہ آج اپنے مخصوص پر اعتماد انداز میں گویا تھی۔

دونوں نے ہی چونک کر اسکی طرف دیکھا۔

"کیسا فیصلہ۔۔؟" ٹینا بیگم نے حیرانگی سے دریافت کیا۔

"یہی کہ رومی کا کیس میں خود لڑوں گی۔۔۔" اسکی بات پر رومی کی آنکھوں میں ہلکا سا استعجاب ابھرا۔

"لیکن میں تو بیرسٹر عالیہ سے بات کر چکی ہوں۔" ٹینا بیگم نے اسکی معلومات میں اضافہ کیا۔ اٹس اوکے لیکن میں ان کے ساتھ انکی اسسٹنٹ کے طور پر ضرور ورک کروں گی۔" اس نے تھرماس سے اپنے کپ میں چائے انڈیلی۔

"ہاں، اور اس کیس کا فیصلہ آتے ہی میں رومی کو لندن بجھوا دوں گی۔" ان کی اگلی پلاننگ سنتے ہی شہر زاد نے بلاارادہ رومیصہ کی طرف دیکھا، اسے یقین تھا وہاں سے صدائے احتجاج ضرور بلند ہو گی لیکن اس سے پہلے ہی ایک اور جگہ سے اعتراض آ گیا۔

"تمہارا کیا خیال ہے، محمود احمد، اتنا گدھا ہے کہ وہ اپنے بیٹے کی قاتلہ کو ملک سے باہر جانے دے دے گا۔" ہارون رضا کی اس موقع پر آمد ان تینوں کو ہی سخت ناگوار گزری، وہ شاید نہیں یقینا اندر داخل ہوتے ہوئے ان کی گفتگو کچھ حصہ سن چکے تھے۔

"میری بیٹی نے مرڈر نہیں کیا۔۔۔" ٹینا بیگم ایک دم تپ کر بولیں۔

"یہ فیصلہ کرنا، تمہارا نہیں کورٹ کا کام ہے۔۔۔" وہ استہزائیہ انداز میں گویا ہوئے۔

"پھر تم بھی اپنی زبان بند رکھو اور عدالتی معاملات میں گھسنے کی کوشش مت کرو۔۔" ٹینا نے بھی بدلحاظی سے انہیں مشورہ دیا۔

"جانتا ہوں کس کی شہہ پر اتنا اچھل رہی ہو تم۔۔" ہارون کی بد تمیزی پر رومی اور شیری دونوں کا چہرہ سرخ ہوا۔

"فضول کے اندازے مت لگایا کرو۔۔" ٹینا بیگم نے بھنوئیں اچکا کر کوفت بھرے انداز سے کہا۔

"سیف الرحمن۔۔۔وہی ہے ناں جو آجکل "اوپر" بیٹھا تمہاری ساری ڈوریں ہلا رہا ہے۔" اپنی بیٹیوں کے سامنے ہارون رضا کا استہزائیہ لہجہ انہیں مشتعل کر گیا۔

"شٹ اپ۔۔۔" انہوں نے ہاتھ میں پکڑا جوس کا گلاس ایک دم ہی ٹیبل پر پٹخا، جوس چھلک کر میز کی سطح پر پھیل گیا۔

"کیا انٹرسٹ ہے اسکا اس معاملے میں۔؟ کیوں بھاگتا پھر رہا ہے وہ تمہارے لیے۔۔۔" ہارون رضا کا زہر آلود لہجہ شہزاد کو سخت ناگوار گذرا۔

"تمہیں بہت تکلیف ہو رہی ہے تو ڈائیورس دے دو مجھے۔۔۔" وہ ایک دم چیخیں۔

"اتنی آسانی سے جان نہیں چھوڑوں گا تمہاری، یہ بات یاد رکھنا تم۔۔۔" انہوں نے انگلی اٹھا کر ٹینا بیگم کو دھمکی دی۔ اس کے ساتھ ہی شہزاد کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا۔ وہ ایک جھٹکے سے کھڑی ہوئی۔

"آپ دونوں کو جو بھی پرابلم ہے جا کر اپنے بیڈروم میں حل کریں، یہاں پر خواہ مخواہ کا تماشا مت لگائیں۔" شہزاد کے سرد لہجے پر ہارون رضا کو ایک دم جھٹکا لگا۔ انہوں نے بے یقینی سے اسکی طرف دیکھا۔

"چلو رومیصہ۔۔۔۔!!!" شہزاد نے بالکل بے جان انداز میں بیٹھی رومی کا بازو پکڑا تو اسے احساس ہوا وہ بالکل ٹھنڈی ہو چکی ہے۔ وہ اسے زبردستی گھسیٹتی ہوئی لاؤنج میں لے گئی۔ وہ دل ہی دل میں سوچ چکی تھی کہ اسے ہارون رضا کے معاملے میں اب کھل کر ماما سے بات کر لینی چاہیے، وہ اس شخص کو اب مزید ڈھیل دینے کے چکر میں نہیں تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"کیا مصیبت ہے، پریکٹیکل کی کاپی لینے کے لیے خود جانا ضروری تھا کیا۔" مری کے اونچے نیچے راستوں پر چلتے ہوئے طوبیٰ کا سانس پھول چکا تھا جبکہ درشہوار کینوس شوز پہنے بڑے مزے سے چل رہی تھی۔

"مانو یا نہ مانو، تمہارا وزن بڑھ چکا ہے تبھی تو اتنا سانس پھول رہا ہے تمہارا۔" درشہوار کے فتوے پر طوبیٰ نے تپ کر اسے دیکھا، جسکا چہرہ اس وقت اسے سخت منحوس لگ رہا تھا، ویسے بھی وہ اپنی اسمارٹنیس کے معاملے میں خاصی حساس تھی۔

"یہ بات اگر تم اس موٹی بھینس نمو کے بارے میں کہتیں تو شاید کوئی یقین کر بھی لیتا۔" طوبیٰ نے نمیرہ کی غیر موجودگی کا فائدہ اٹھا کر کھل کر اپنی رائے کا اظہار کیا۔

"وہ موٹی، اگر اس وقت ساتھ ہوتی تو، تمہارے اگلے دو دانت تو ضرور توڑ چکی ہوتی۔۔۔" در شہوار چلتے چلتے رکی۔ وہ دونوں اس وقت اپنی ایک مشترکہ فرینڈ کے گھر سے کیمسٹری کی پریکٹیکل کاپی لے کر واپس آ رہیں تھیں۔ اسی وقت فضاؤں میں مغرب کی اذانیں گونجنے لگیں۔

"نمیرہ تو دانت بعد میں توڑے گی، تائی اماں آج ہماری ایک آدھ ٹانگ ضرور توڑ دیں گی۔۔۔" طوبیٰ نے پہاڑوں پر اترتی تاریکی کو دیکھتے ہوئے خوفزدہ انداز میں کہا، نہ چاہتے ہوئے بھی دونوں خاصی لیٹ ہو چکیں تھیں۔

"تم ہی شامی کباب کھانے بیٹھ گئیں تھیں، ورنہ میں تو کافی دیر سے کہہ رہی تھی کہ گھر چلتے ہیں۔۔۔" در شہوار نے سارا الزام اسکے سر پر رکھ دیا۔

"ایسی کوئی بکواس تم نے تائی اماں کے سامنے کی تو یقین مانو اپنی منقولہ اور غیر منقولہ جائیداد سے عاق کر دوں گی۔" طوبیٰ تڑپ کر بولی۔

"اچھا اچھا، بعد میں عاق کر دینا، ذرا ادھر دیکھو۔۔۔" در شہوار نے خوبانیوں کے ایک درخت کی طرف مسکراتے ہوئے اشارہ کیا۔

"خبردار، ان پر بری نظر ڈالنے کی ضرورت نہیں، ہم پہلے ہی لیٹ ہو چکے ہیں۔۔" اس نے فوراً ہی آنکھیں ماتھے پر رکھیں۔

"تمہیں پتا تو ہے خوبانیاں میری کمزوری ہیں۔۔" در شہوار نے پریکٹیکل کی کاپی اسے پکڑا کر کسی پتھر کی تلاش میں دائیں بائیں دیکھا۔

"در شہوار، بس کر دو، ہم لوگ لیٹ ہو رہے ہیں۔۔۔" وہ جھنجھلا گئی۔

"لو دو منٹ کا تو کام ہے، راستے میں مزے سے کھاتے جائیں گے۔"

اس نے ایک بڑا سا پتھر گھما کر درخت کی ایک پھل دار ٹہنی پر دے مارا۔ در شہوار کا نشانہ تو بالکل ٹھیک تھا لیکن اسکی بدقسمتی کہ وہ بھاری پتھر موٹے تنے کو چھوتا ہوا، درخت سے تھوڑے فاصلے پر بیٹھے ایک باولے کتے کو جا لگا۔ وہ کتا مشتعل ہو کر اٹھا اور بھونکتے ہوئے در شہوار پر حملہ کرنے کی نیت سے آگے بڑھا۔ در شہوار کے دماغ میں خطرے کی گھنٹی بجی۔

http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com

"اوہ میرے خدا۔۔ طوبیٰ بھاگو۔۔"اس نے ناگہانی آفت پر بوکھلا کر سڑک پر بھاگنے کی بجائے دائیں طرف بنے واقع جنگل کی طرف دوڑ لگائی۔

"بے وقوف لڑکی، ادھر کہاں جا رہی ہو۔۔"طوبیٰ نے خوفزدہ نظروں سے اسکی طرف دیکھا، جو تیزی سے ڈھلوانی سطح پر پھسلتی ہوئی نیچے کو جا رہی تھی جبکہ وہ کتا ابھی تک اسکے تعاقب میں تھا۔ در شہوار تیزی سے دوڑنے لگی، اچانک اسکا پائوں پھسلا اور وہ سیکنڈوں میں جنگل کی ڈھلوان سطح سے پھسلتے ہوئے ہموار زمین پر جا گری، اسکے گھٹنے اور بازو پر خاصی چوٹ لگی تھی۔ وہ اچھل کر کھڑی ہوئی اور اس نے بوکھلا کر اپنے پیچھے دیکھا، وہ کتا لمبی لمبی چھلانگیں لگاتا ہوا اسکے پیچھے تھا۔ در شہوار کو اپنی موت بہت قریب آتی ہوئی محسوس ہوئی اس نے آنا فانا فیصلہ کیا اور پھولی ہوئی سانسوں کے ساتھ ایک اور پتھر اٹھایا اور اپنے دفاع کے لیے گھما کر دے مارا، جو کتے کی ٹانگ پر جا لگا اور وہ مذید غصّے میں آ کر اسکے پیچھے دوڑنے لگا، در شہوار کا رنگ فق ہو گیا۔

"یا اللہ بچانا۔۔"اس نے پھر نیچے کی جانب دوڑ لگائی، وہ کتا ہانپتا کانپتا اس کے پیچھے تھا۔ اسی دوران در شہوار کے جوتے کا ایک پائوں بھی وہیں گر گیا تھا اور وہ اب ایک عدد ننگے پیر کے ساتھ ہی بھاگ رہی تھی۔ اسے لگا اسکے بدن سے روح پرواز کرنے لگی ہے۔

"کمینے انسان رکو۔۔"وہ کتے کو دھمکیاں دیتے ہوئے ایک بھاری قسم کے درخت کے پیچھے سے نکلتے محمد ہادی سے بُری طرح ٹکرائی، جو اس وقت اپنے آفس کے کام سے فیلڈ میں نکلا ہوا تھا۔ اس سے پہلے کہ وہ سنبھلتا، اس کتے نے چھلانگ لگا کر در شہوار پر حملہ کیا، وہ سراسیمگہ انداز میں ایک دم زمین پر بیٹھ گئی، وہ کتا اچھل کر اسکے اوپر سے ہوتا ہوا دُور جا گرا۔ در شہوار حواس باختہ انداز میں اٹھی، اسکا دوپٹہ ایک جھاڑی سے الجھا اور وہ اسے چھوڑ کر بوکھلا کر ہادی کے پیچھے جا کھڑی ہوئی، اب سین کچھ یوں تھا کہ ہادی کے سامنے وہ جنونی کتا اور پیچھے در شہوار تھی، جسکا سانس پھولا ہوا اور آنکھوں سے آنسو قطار کی صورت میں بہہ رہے تھے۔ اس صورتحال نے اسے سخت خوفزدہ کر دیا تھا، اوپر سے سورج کے ڈوبتے ہی چاروں طرف ملگجا سا اندھیرا پھیل گیا تھا۔

"پلیز بچائیں مجھے۔۔"وہ ہذیانی انداز میں کہتی ہوئی خود پر قابو نہ پا کر رو پڑی۔ وہ کتا ذرا فاصلے پر کھڑا بھونک رہا تھا، ہادی کو ایک نظر دیکھنے سے ہی اندازہ ہو گیا کہ وہ اتنی آسانی سے جان چھوڑنے والا نہیں ہے، وہ آہستہ آہستہ پھر ان دونوں کی طرف بڑھ رہا تھا، ہادی نے ایک لمحے میں فیصلہ کیا اور اپنی جیکٹ کی جیب سے پسٹل نکالا، جو وہ فیلڈ پر جاتے ہوئے جنگلی جانوروں سے بچائو کے لیے اپنے پاس رکھتا تھا۔ وہ پاگل کتا، اب ہادی پر حملہ کرنے کی نیت سے آگے بڑھا۔ اس نے فوراً ہی نشانہ باندھ کر گولی اسکی ٹانگ میں دے

http://paksociety.com

http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com

ماری، وہ تڑپ کر زمین پر گرا اس نے ایک دفعہ پھر اٹھ کر حملہ کرنے کی کوشش کی لیکن اگلے فائر سے وہ اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھا جب کہ درشہوار آنکھیں بند کیے بُرے طریقے سے رو رہی تھی۔ ہادی کو ہلکی سی بیزاری ہوئی۔

"مر گیا ہے وہ۔۔۔" ہادی نے سپاٹ لہجے میں کہتے ہوئے جھاڑیوں میں الجھا ہوا اسکا دوپٹہ اٹھایا۔ وہ سپید پڑتی رنگت کے ساتھ ساکت وجامد تھی۔ "یہ دوپٹہ لیں اپنا۔۔۔" ہادی کے سنجیدہ انداز پر اس نے فوراً چونک کر دیکھا تو اسے احساس ہوا وہ بغیر دوپٹے کے تھے۔ اس نے بوکھلا کر دوپٹہ پکڑا اور فوراً اوڑھ لیا۔ زمین پر گرنے کی وجہ سے اسکی قمیض کا بازو ایک جگہ سے پھٹ چکا تھا اور جلد پر کئی خراشیں آ چکیں تھیں۔ دُور کہیں بلی کے رونے کی آواز نے جنگل میں عجیب سا ماحول طاری کر دیا۔ اس وقت وہ سرخ آنکھوں، بکھرے بالوں اور گرد آلود کپڑوں کے ساتھ انتہائی خوفزدہ انداز میں چاروں طرف دیکھ رہی تھی۔

"نکلیں یہاں سے۔۔۔" وہ نظریں چرا کر آگے چلنے لگا، یہ موقع کوئی طعنہ دینے کا نہیں تھا ورنہ اسکا شدت سے دل چاہ رہا تھا کہ وہ دو چار کھری کھری تو ضرور سنا دے اس لڑکی کو، جو اپنے گھر میں ٹارزن تھی اور اس وقت بھیگی بلی بنی اسکے پیچھے چل رہی تھی۔

"آہستہ چلیں۔۔۔" درشہوار کے حواس شل ہو گئے تھے۔

"اس سے پہلے کہ کوئی اور جانور کہیں سے نکل آئے، آپ برائے مہربانی تیز قدم اٹھائیں۔" وہ نہ چاہتے ہوئے بھی تھوڑا تلخ ہوا۔ درشہوار سنبھل سنبھل کر چڑھائی چڑھ رہی تھی، ایک پیر میں جوتا نہ ہونے کی وجہ سے اسے چلنے میں مشکل پیش آ رہی تھی، اچانک چلتے چلتے ایک نوکیلا پتھر اس کے پاؤں کے ناخن سے ٹکرایا اور درشہوار کے منہ سے نکلنے والی بے ساختہ چیخ پر وہ ہلکا سا بوکھلا کر مڑا۔

وہ اپنے پیر پر جھکی تکلیف سے کراہ رہی تھی، ہادی نے سیل فون میں موجود ٹارچ آن کر کے تھوڑا جھک کر دیکھا، اسکے پاؤں کا ناخن" آدھا ٹوٹ چکا تھا اور نوکیلا پتھر اندر گھسنے کی وجہ سے اب خون نکل رہا تھا۔

"اوہ نو۔۔۔" وہ فوراً زمین پر بیٹھا، اور بڑی احتیاط سے اس نے انگوٹھے کے آدھے ناخن میں پھنسے ایک چھوٹے سے پتھر کو باہر نکالا، درد کی ایک بے ساختہ لہر درشہوار کے وجود میں دوڑی اور اس نے لاشعوری طور پر ہادی کا ہاتھ مضبوطی سے پکڑ لیا۔ وہ آنکھیں بند کیے ضبط کے کڑے مراحل سے گذر رہی تھی۔

پاک سوسائٹی پر موجود مشہور و معروف مصنفین

عُمیرہ احمد	صائمہ اکرام	عُشنا کوثر سردار	اشفاق احمد
نمرہ احمد	سعدیہ عابد	نبیلہ عزیز	نسیم حجازی
فرحت اشتیاق	عفت سحر طاہر	فائزہ افتخار	عنایتُ اللّٰہ التمش
قُدسیہ بانو	تنزیلہ ریاض	نبیلہ ابر راجہ	ہاشم ندیم
نگہت سیما	فائزہ افتخار	آمنہ ریاض	مُمتاز مُفتی
نگہت عبدُاللّٰہ	سباس گُل	عنیزہ سید	مُستنصر حُسین
رضیہ بٹ	رُخسانہ نگار عدنان	اقراء صغیر احمد	علیمُ الحق
رفعت سراج	اُمِ مریم	نایاب جیلانی	ایماے راحت

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام پر موجود ماہانہ ڈائجسٹس

خواتین ڈائجسٹ، شُعاع ڈائجسٹ، آنچل ڈائجسٹ، کرن ڈائجسٹ، پاکیزہ ڈائجسٹ، حناء ڈائجسٹ، رِدا ڈائجسٹ، حجاب ڈائجسٹ، سسپنس ڈائجسٹ، جاسُوسی ڈائجسٹ، سرگُزشت ڈائجسٹ، نئے اُفق، سچی کہانیاں، ڈالڈا کا دسترخوان، مصالحہ میگزین

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی شارٹ کٹس

تمام مُصنفین کے ناولز، ماہانہ ڈائجسٹ کی لسٹ، کِڈز کارنر، عمران سیریز از مظہر کلیم ایم اے، عمران سیریز از ابنِ صفی، جاسُوسی دُنیا از ابنِ صفی، ٹورنٹ ڈاؤنلوڈ کا طریقہ، آن لائن ریڈنگ کا طریقہ،

ہمیں وزٹ کرنے کے لئے ہمارا ویب ایڈریس براوزر میں لکھیں یا گُوگل میں پاک سوسائٹی تلاش کریں۔

اپنے دوست احباب اور فیملی کو ہماری ویب سائیٹ کا بتا کر پاکستان کی آن لائن لائبریری کا ممبر بنائیں۔

اِس خوبصورت ویب سائٹ کو چلانے کے لئے ہر ماہ کثیر سرمایہ درکار ہوتا ہے، اگر آپ مالی مدد کرنا چاہتے ہیں تو ہم سے فیس بک پر رابطہ کریں۔۔۔

http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com

"ریلیکس، پٹی باندھنے دیں مجھے۔۔"ہادی نے اپنی جیکٹ سے رومال نکالا اور کس کر اسکے انگوٹھے پر باندھ دیا، جس سے خون بہنا تو رک گیا تھا لیکن تکلیف کے گہرے احساس کو ضبط کرنے کی کوشش میں درشہوار کی آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں۔

"مجھ سے چلا نہیں جا رہا۔۔"آنسوؤں میں بھیگی اس آواز نے ہادی کے قدم روک دیئے۔

"تھوڑی ہمت کریں، روڈ پر گاڑی کھڑی ہے میری۔۔"ہادی کو اس کے مسلسل رونے پر ترس آ ہی گیا۔

"اتنا درد ہو رہا ہے مجھے۔۔۔"وہ گھٹنے پر ہاتھ رکھ کر بمشکل کھڑی ہوئی۔

"ادھر دیں اپنا ہاتھ۔۔"ہادی نے نظریں چرا کر اپنا بازو اسکی طرف بڑھایا جو اس نے ہلکا سا جھجک کر تھام لیا، اب وہ اسے پکڑے انتہائی احتیاط سے اوپر چڑھ رہا تھا۔ درشہوار کو یوں لگا جیسے اسکے دل کی دھڑکنوں نے ایک اور ہی راگ الاپنا شروع کر دیا ہو۔ درشہوار کے اندر کی دنیا سیکنڈوں میں بدلی تھی۔ اسکی ساری شوخی اور شرارت یہیں کہیں اس جنگل میں کھو گئی۔ وہ اس سے نظریں چرائے بس سر جھکائے اس کے پیچھے چل رہی تھی۔ ہادی کو یہ خاموشی کسی بڑے طوفان کا پیش خیمہ محسوس ہوئی۔ جیسے ہی وہ دونوں تھوڑا اوپر پہنچے، طوبیٰ حواس باختہ انداز میں درشہوار کی تلاش میں نیچے اتر رہی تھی۔ اسے دیکھ کر اس کی جان میں جان آئی۔

"تھینکس گاڈ، تم زندہ ہو، یقین مانو ایک سو ایک دفعہ آیت الکرسی پڑھ کر پھونک چکی ہوں تم پر۔"طوبیٰ بے چین انداز میں اس کی طرف بڑھی۔

"شکر کریں فاتحہ نہیں پڑھنی پڑی، ورنہ آپکی کزن نے آج ارادے تو ایسے ہی تھے۔"ہادی سنجیدگی سے بولا تھا۔

"آپ کہاں سے آ گئے اچانک۔۔۔؟"طوبیٰ حیران ہوئی۔

"اپنی روزی روٹی کے چکر میں گھوم رہا تھا جنگل میں، مجھے کیا پتا تھا آپ لوگوں نے اب انسانوں کو چھوڑ کر جانوروں کو تنگ کرنا شروع کر دیا ہے۔"اس نے سائیڈ پر کھڑی اپنی گاڑی کا دروازہ کھولا، سڑک پر لگی روشنیوں میں طوبیٰ کی نظر درشہوار کے پاؤں پر پڑی۔

"اوہ مائی گاڈ، یہ تمہارے پاؤں کو کیا ہوا، کیسے چوٹ لگ گئی۔۔۔"وہ بوکھلا کر اسکے پاؤں پر جھکی اور اسکا جائزہ لینے لگی۔

"خدانخواستہ، تمہاری زبان پر تو چوٹ نہیں لگ گئی۔۔"طوبیٰ اسکی غیر معمولی خاموشی پر گھبرا کر بولی تو ہادی کے چہرے پر مسکراہٹ دوڑ گئی۔

http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com

"محترمہ، یہ تفتیش آپ گھر جا کر، کر لیجئے گا، اس وقت ٹائم کافی ہو گیا ہے۔" اس کی بات پر طوبیٰ نے گھبرا کر رسٹ واچ سے ٹائم دیکھا، ساتھ ہی اسکے سیل فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ اس نے جلدی سے کال اٹینڈ کی۔ دوسری طرف انابیہ تھی۔

"کہاں ہو تم دونوں، ٹائم دیکھا ہے، داجی گھر آ چکے ہیں۔" انابیہ کی اطلاع نے اس کی روح فنا کر دی۔

"تم پلیز کوئی بہانہ بناؤ، ہم لوگ پچھلے لان کی طرف سے آ رہے ہیں۔" طوبیٰ نے جلدی سے فون بند کیا۔

"پلیز ہمیں گھر تک ڈراپ کر دیں۔" اس سے پہلے کہ وہ کچھ اور کہتا، وہ درِ شہوار کا بازو پکڑ کر گاڑی کی پچھلی سیٹ پر بیٹھ گئی۔ دس منٹ کی ڈرائیو کے بعد وہ میر ہاؤس کے قریب پہنچا ہی تھا کہ طوبیٰ بول پڑی۔

"پلیز، گاڑی اپنے گھر لے جائیں۔" اس کی اگلی فرمائش پر ہادی کا دماغ بھک کر کے اڑا۔

"وہ کس خوشی میں۔۔؟"

"ہمارے سامنے والے لان میں داجی کے روم کی کھڑکیاں کھلتی ہیں، اور اس وقت وہاں سے گزرنا خطرے سے خالی نہیں۔" اس نے ہلکی سی خجالت کے ساتھ اپنی بات کی وضاحت کی، ہادی کو نہ چاہتے ہوئے بھی اسکی بات ماننا پڑی۔ گاڑی جیسے ہی رکی، درِ شہوار ہلکا سا لنگڑاتی ہوئی نیچے اتری۔ طوبیٰ نے آگے بڑھ کر اسکو سہارا دیا۔ وہ خاصی نڈھال لگ رہی تھی اور اسکا حلیہ خاصا مشکوک لگ رہا تھا اور ایسی حالت میں واقعی کسی بڑے کے سامنے جانا خطرے سے خالی نہیں تھا۔

"یار جلدی چلو۔۔" طوبیٰ اسکا بازو پکڑ کر لان کی پچھلی سائیڈ کی طرف چل دی۔ ہادی بھی بلا ارادہ ان کے پیچھے چلا آیا۔ طوبیٰ نے درِ شہوار چلتے چلتے رکی۔ اسکا پاؤں سوج چکا تھا جلدی سے منڈیر پر چڑھ کر چھلانگ لگائی اور اگلے ہی لمحے وہ دوسری سائیڈ پر تھی۔ اور اتنی تکلیف کے ساتھ اچھل کر منڈیر پر چلنا کوئی آسان کام نہیں تھا۔ ہادی کو اسکی مشکل سمجھ آ گئی تھی۔ اس نے دوسری دیوار کے پاس رکھی دو اینٹیں اٹھائیں اور خاموشی سے منڈیر کے پاس رکھ دیں۔

"اس پر پاؤں رکھ کر چڑھیں۔۔" ہادی کے نرم لہجے پر درِ شہوار نے چونک کر اسکی طرف دیکھا۔ اسکی مہربان آنکھوں میں پھیلی نرم جگمگاہٹ اسے اپنے دل کے اندر اترتی ہوئی محسوس ہوئی۔ دور کہیں ویرانوں میں گھنٹیاں بجی تھیں۔

http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com

"فار گاڈ سیک یار، جلدی کرو، کن سوچوں میں گم ہو۔۔" طوبیٰ کی جھنجھلاہٹ پر وہ ہلکا سا بوکھلائی۔ اس نے بمشکل اپنا پیر ہادی کی رکھی ہوئی اینٹوں پر جمایا اور ساتھ ہی اسکی چاہت نے دل کے کسی کونے میں مضبوطی سے ڈیرہ لگالیا۔ محبت ایک تیز رفتار زلزلے کی صورت میں اس پر حملہ آور ہوئی تھی اور اس نے سیکنڈوں میں درشہوار کے سارے وجود کو ہلا کر رکھ دیا تھا۔ وہ گھبرا کر منڈیر پر بیٹھی اور ساتھ ہی اس نے سوچے سمجھے بغیر دوسری طرف چھلانگ لگادی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

صبح سے ہونے والی موسلادھار بارش نے اسلام آباد کے مکینوں کو عجیب سی بیزاری اور کوفت میں مبتلا کر دیا تھا۔ اتنی سردی میں صبح دس بجے سے ہونی والی مسلسل بارش رات کے بارہ بجے بھی جاری تھی۔ آج نور محل میں عجیب سی وحشت طاری تھی، گھر کے سبھی ملازمین شام ہوتے ہی اپنے کوارٹروں میں دبک گئے تھے۔ اتنے بڑے بنگلے میں آج فارحہ بھابھی اور انکی ملازمہ صندل ہی تھیں داجی اور میر محتشم بھی شام کو مری کے لیے نکل گئے تھے۔ میر وہاج کو ملتان گئے ہوئے پانچ روز گذر چکے تھے اور ابھی ان کی واپسی کی کوئی اطلاع نہیں تھی۔ صندل نے آج جلدی جلدی سارا کام سمیٹ لیا تھا۔ اس وقت وہ دودھ کا گلاس رکھنے فارحہ بی بی کے کمرے میں آئی۔ جن کی پچھلے دو دن سے خاصی طبعیت خراب تھی۔ وہ سارا سارا دن اندھیرا کیے اپنے روم میں لیٹیں رہتیں۔

"صندل، ساری کھڑکیاں اور دروازے اچھی طرح بند کر دیئے ہیں ناں۔۔" فارحہ بھابھی نے نڈھال انداز میں اس سے پوچھا۔

"جی بی بی جی۔۔۔" اس نے جھٹ سے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"سائیڈ ٹیبل کی دراز سے نیند کی ٹیبلٹ نکال کر دو مجھے۔۔" ان کے رنجیدہ لہجے پر صندل کا دل تاسف کے احساس سے بھر گیا۔

"بی بی جی اتنی گولیاں مت کھایا کریں۔۔۔" صندل کو فارحہ بی بی پر خاصا ترس آتا تھا، گھر کے باقی ملازمین کی طرح وہ بھی ان کی ازدواجی زندگی کی تلخیوں سے بخوبی واقف تھی۔ اپنے میاں وہاج کے برعکس فارحہ بھابھی کا رویہ ملازمین کے ساتھ بہت اچھا تھا۔

"کیا کروں، اسکے بغیر نیند نہیں آتی۔۔۔" انہوں نے افسردہ انداز میں کہتے ہوئے پانی سے گولی نگلی۔ دُور کہیں آسمانوں پر بادل گرجے تھے۔ ساتھ ہی آسمانی بجلی کی کڑک نے ان دونوں کا دل دہلا دیا۔

"آج تو موسم بہت ہی خراب ہے۔۔۔؟" صندل نے فکرمند انداز میں کہتے ہوئے کمرے کے بھاری پردے آگے کیے۔

http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com
پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"تم بھی لائیٹ بند کر کے سو جاؤ اپنے کمرے میں۔۔" فارحہ نے نرمی سے اسے کہا تو وہ جلدی سے اپنے کمرے کی طرف بڑھ آئی جو اسٹور روم کے ساتھ تھا۔ درشہوار سے مانگے گئے ڈائجسٹوں میں سے ایک ڈائجسٹ نکال کر اس نے پڑھنا شروع کر دیا اور وہ کہانی میں ایسی گم ہوئی کہ ایک دم لائیٹ کے جانے پر ہی اسے ہوش آیا، اسوقت رات کا ڈیڑھ بج رہا تھا۔ چوکیدار نے ابھی تک جنریٹر نہیں چلایا تھا، وہ کچھ دیر انتظار کر کے اٹھی اور موبائیل فون کی روشنی میں اس نے اپنے بیڈ روم کا دروازہ کھولا اور موم بتی کی تلاش میں کچن کی طرف قدم بڑھائے۔ اپنی دھن میں جیسے ہی وہ باہر نکلی، سیٹنگ روم کا دروازہ باہر سے کھلا اور بڑی تیزی سے میر وہاج اندر داخل ہوئے۔ صندل کو سامنے دیکھ کر ان کی آنکھوں میں عجیب سی پر اسرار چمک ابھری۔ صندل کا دل بُری طرح دھڑکا۔ اگلے ہی لمحے وہ تیزی سے آگے بڑھے اور اس سے پہلے کہ صندل ان کے ارادوں کو سمجھتی، انہوں نے اچانک اس کے منہ پر ہاتھ رکھ کر اسے زبردستی گھسیٹتے ہوئے ساتھ والے کمرے میں لے جا کر پٹخا۔ صندل نے چیخنا چاہا مگر اسکی آواز گلے میں ہی دم توڑ گئی۔ بہت سرعت کے ساتھ وہاج صاحب نے کمرہ اندر سے لاک کیا۔ باہر چوکیدار نے جنریٹر چلا دیا تھا، اس کے شور میں صندل کی گھٹی گھٹی سی چیخیں کمرے میں ہی دم توڑ گئیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

جاری ہے

آپکی قیمتی رائے کا انتظار رہے گا۔۔

http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com
پاکسوسائٹی ڈاٹ کام